ماہ و انجم

مختصر و مستند سوانح

حضرت سید امام علی شاہ، حضرت سید صادق علی شاہ

حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے؛ پی ایچ ڈی

مکتبہ نعمانیہ ○ اقبال روڈ ○ سیالکوٹ

(پاکستان)

ماہ و انجم

ماخوذ از

آیات القیّومیہ (۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء)

مُصنّفہ

مولانا علی احمد دھرم کوٹی

خلیفہ

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریف

ترجمہ و تلخیص و ترتیب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ناشر

مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ

ـــــ نام کتاب	ماہ و انجم
ـــــ مرتب و مترجم	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ـــــ تسوید و تبییض	سید محمد مظہر قیوم
ـــــ ماخوذہ	آیات القیومیہ
ـــــ مصنفہ	مولانا احمد علی دھرم کوٹی
ـــــ مخزونہ	کتب خانہ صاحبزادہ محفوظ حسین (بھلیر شریف ضلع شیخوپورہ)
ـــــ معطیہ	صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری
ـــــ طابع و ناشر	مولانا محمد اشرف مجددی
ـــــ مطبع	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور
ـــــ اشاعت	اوّل
ـــــ طباعت	۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء
ـــــ تعداد	دو ہزار / ۲۰۰۰
ـــــ قیمت	ساڑھے سات روپے
ـــــ کتابت	(ادارۂ کتابت) محمد اسلم کیلانی

ـــــ ملنے کا پتہ
مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ سیالکوٹ

انتساب

شیرِ ربّانی میاں شیر محمد شرقپوری
کے
نام

☆ ——— جس کی آمد آمد کی بشارت ایک صدی قبل سُنا دی گئی۔

☆ ——— جس کا مولد خوشبوؤں سے مہک رہا تھا۔

☆ ——— جس نے آنکھ کھولی تو کائنات کے ذرّے ذرّے میں اسم ذات کا مشاہدہ کیا

☆ ——— جو کھیل کود سے بیزار تھا اور اسم ذات کا شیدائی۔

☆ ——— وہ جب لکھتا "اللہ" ہی لکھتا، اس کو اللہ سے بڑا پیار تھا۔

☆ ——— جو لڑکپن سے ذکر کا رسیا تھا، ساتھیوں کے ساتھ جب ذکر کرتا در و دیوار لرزنے لگتے۔

☆ ——— وہ تقوٰی شعار تھا ——— قدم قدم پر رضائے الٰہی کو سامنے رکھتا تھا۔

☆ ——— جس کا کوئی سانس، کوئی لمحہ یادِ الٰہی سے خالی نہ تھا۔

☆ ——— جو قرآن سنتا تو وجد میں آجاتا ——— محبت الٰہی میں کھو جاتا۔

☆ ——— وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق و فدائی تھا۔

☆ ——— وہ محمدی المشرب تھا ——— آئینہ مصطفٰے میں اپنی شکل و صورت سنوارتا تھا۔

☆ ——— وہ سنت مصطفوی کا پاسدار تھا ——— وہ محبت نبوی کا محافظ تھا۔

☆ ——— ایسا باحیا جب گھر سے نکلتا تھا منہ چھپا لیتا کہ غیر محرم پر نظر نہ پڑ جائے

☆ ـــــــ جس کی حیا کے سامنے دوشیزاؤں کی حیا ہیچ نظر آنے لگی۔

☆ ـــــــ عجز و انکسار جس کی فطرت ثانیہ تھی ـــــ جس سے ملتا جھک کر ملتا ـــــ سب کچھ تھا مگر خود کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔

☆ ـــــــ جس نے نماز باجماعت کا وہ اہتمام کیا کہ باید و شاید۔

☆ ـــــــ جو کچھ آتا خدا کی راہ میں لٹا دیتا ـــــ اپنے پاس کچھ نہ رکھتا۔

☆ ـــــــ جس نے اپنی عادتوں کو سنت کے سانچے میں ڈھالا۔

☆ ـــــــ جو سادہ رفتار، سادہ گفتار، سادہ اطوار تھا ـــــ اور تکلف سے بیزار

☆ ـــــــ جو حق گو اور بیباک تھا ـــــ بڑے سے بڑا دنیا دار بھی اس کی نظر میں نہ جچتا تھا۔

☆ ـــــــ بڑا مہمان نواز ـــــ مہمانوں کو خود کھلاتا، اُن کے ہاتھ دُھلاتا ان کی خدمت کر کر کے خوش ہوتا۔

☆ ـــــــ جس کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔

☆ ـــــــ جس کو دیکھ کر دنیا فراموش ہو جاتی تھی۔

☆ ـــــــ جو سختیاں جھیل کر حاجت مندوں کی حاجت پُوری کرتا تھا۔

☆ ـــــــ جو خود بھوکا رہتا ـــــ غریبوں کو کھلا کھلا کر خوش ہوتا۔

☆ ـــــــ جس کا طریقہ ـــــ سلفِ صالحین کا طریقہ تھا۔

☆ ـــــــ جس نے خلاف شرع باتوں کو اپنے ہاتھوں سے مٹایا۔

☆ ـــــــ جو ایمان کامل کا مرقع تھا ـــــ جو مجاہد وقت تھا۔

☆ ـــــــ جس نے ہر آن تبلیغ دین کا فریضہ ادا کیا۔

☆ ـــــــ جس نے اجڑے ہوتے دلوں کو بسایا۔

☆ ـــــــ جس نے اجڑے ہوئے چہروں کو سجایا۔

☆ ——— جس نے چوروں کو اہل اللہ بنایا۔

☆ ——— جس نے ڈاکوؤں کو واصل باللہ بنایا۔

☆ ——— جس کی نگاہ پڑتے ہی ایمان کی چنگاریاں سلگنے لگتیں۔

☆ ——— جس کی توجہ کاملہ نے ہزاروں کے دل بدل دیئے۔

☆ ——— جس کے دست شفا نے ہزاروں کے چہرے چمکا دیئے۔

☆ ——— جو صاحب کشف تھا ——— حال میں مستقبل کا نظارہ کر لیتا۔

☆ ——— جو صاحب انفاس تھا ——— رضائے الٰہی اس کی دعا کے ساتھ چلتی

☆ ——— جس نے ایسی مریدی کی کہ "مراد" بن گیا۔

☆ ——— جس کی نسبت کاملہ نے ایسا عروج بخشا کہ آج تک اس کے در سے دریائے فیض رواں دواں ہے۔ ہاں ؎

جامِ پہ جام لائے جا، شانِ کرم دکھائے جا!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

باسمہ تعالیٰ

تقدیم

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فرزند و جانشین، مفسر قرآن حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمہ اور آپ کے شیوخ و خلفاء کے مستند حالات زندگی کم یاب تھے ان حضرات کی سوانح کا اہم مآخذ آیات القیومیہ (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء) عرصۂ دراز سے مفقود تھا بلکہ خیال یہ تھا کہ شاید یہ خزینۂ معلومات ۱۹۴۷ء کے ملک گیر فسادات میں تلف ہوگیا چنانچہ حضرت سید صادق علی شاہ کے پوتے مولانا منظور احمد مکان شریفی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

"آیات القیومیہ غیر مطبوعہ تھی، اگست ۱۹۴۷ء میں اس کتاب کا اصل نسخہ جو مصنف کے اپنے قلم کا تھا اور دوسرا جو میاں شیر محمد شرقپوری نے سید نور الحسن سے لکھوا کر بھیجا تھا اور امرتسر میں قاضی قائم الدین کی تحویل میں تھا۔ امرتسر ہی میں تلف ہوگیا۔[1]"

لیکن مدت مدید کے بعد یہ معلوم ہوکر بے حد مسرت ہوئی کہ اس کا ایک قلمی نسخہ حضرت صادق علی شاہ صاحب کے پر پوتے حضرت صاحبزادہ محفوظ حسین صاحب مدظلہ العالی کے کتب خانے (بھلیر شریف ضلع شیخوپورہ، پنجاب، پاکستان) میں موجود محفوظ ہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری زید لطفہٗ نے اس کو حاصل کرنے کی سعی بلیغ فرمائی

---

[1] حاشیہ قلمی مرأۃ المحققین، مطبوعہ لاہور، ص ۴۰ مکتوبہ مولانا منظور احمد مکان شریفی۔

اور بالآخر آیات القیومیہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی حاصل کر کے ۱۹۸۳ء کے اوائل میں راقم کو عنایت فرمائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

آیات القیومیہ کا زیر نظر نسخہ فارسی میں ہے اور بڑے سائز کے کل ۴۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ چند صفحات غائب بھی ہیں۔ کیونکہ اس نسخے کے مجموعی صفحات ۵۱۰ تھے۔ یہ کتاب ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء کی تصنیف ہے جو حضرت امام علی شاہ کے خلیفہ مولانا احمد علی دھرم کوٹی نے تصنیف فرمائی ہے مولانا موصوف بقول خود حضرت امام علی شاہ کے دامن سے ۳۲ سال وابستہ رہے یعنی ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء سے ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء تک۔ ———— ان کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم و فاضل اور صاحب فکر و نظر تھے۔ ایک معاصر تذکرہ نگار مرزا محمد ظفر اللہ خان اپنی ایک تالیف میں آپ کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں:۔

> واقف معقول و منقول، مبدع علم معانی، خسرو اقلیم خوش بیانی، آفتاب ہدایت، خورشید افادت، مسند نشین بزم سخنوری، رشک افزائے خاقانی و انوری۔[1]

جب سوانح لکھنے والے نے صاحب سوانح کی صحبت میں ۳۲ سال گزارے ہوں اور وہ عالم و عارف بھی ہو تو کوئی وجہ نہیں جو اس کی نگارشات کو مستند نہ سمجھا جائے اس لئے راقم کے نزدیک حضرت امام علی شاہ اور آپ کے اسلاف و اخلاف کے حالات پر آیات القیومیہ ایک مستند ترین مأخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

آیات القیومیہ مقدمہ کے علاوہ مندرجہ ذیل الواب پر مشتمل ہے:۔

---

[1] محمد ظفر اللہ خان شجرۂ انساب پیران طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ خاندان جناب سید امام علی شاہ، مطبوعہ مطبع آئینہ سکندری ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء ص ۵

پہلا باب
دربیان حکمت بعثت وارسال انبیاء ورسل

دوسرا باب
دربیان شرافت مقام ولایت وذکر درجات

تیسرا باب
دراستدامت دولت ونعمت وولایت تا قیام قیامت

چوتھا باب
دربیان ارادت، آوردن وبعیت کردن بہ مشائخ

از زمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا ہذا

پانچواں باب
دراثباتِ علم باطن

چھٹا باب
درذکر خواجگان نقشبندیہ مجددیہ من اولہا الی آخرہا

ساتواں باب
درذکر آباؤ اجداد حضرت خواجہ، تاریخ ولادت آنحضرت الخ

آٹھواں باب
درذکر خلفاء کبار واصحاب نامدار

ابواب کی فہرست سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ آیات القیومیہ ایک مبسوط کتاب ہے۔ اس کے ترجمے اور کتابت واشاعت کے لئے ایک مدت درکار ہے اگر توفیق الٰہی شامل حال رہی تو یہ فرض بھی ادا کیا جائے گا، سردست مندرجہ ذیل حضرات کے حالات منتخب کرکے اس کا اردو ترجمہ اور خلاصہ تیار کیا گیا ہے جو "ماہ وانجم" کے عنوان سے پیش کیا جارہا ہے۔

۱۔ حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی

۲۔ حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی

۳۔ حضرت مفتی محمد مسعود شاہ دہلوی

اس کے علاوہ اس مجموعہ میں بعض مشائخ کا منتخب نعتیہ، مدحیہ اور غزلیہ کلام بھی شامل کیا گیا ہے۔

حضرت سید امام علی شاہ کا سلسلہ طریقت، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے بعد مندرجہ ذیل واسطوں سے مربوط ہے۔

۱۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۰۷۹ھ / سنہ ۱۶۶۸ء)

۲۔ حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۱۲۶ھ / سنہ ۱۷۱۴ء)

۳۔ حضرت شیخ محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۱۳۳ھ / سنہ ۱۷۲۰ء)

۴۔ حضرت شیخ محمد زکی رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۱۴۳ھ / سنہ ۱۷۳۰-۳۱ء)

۵۔ حضرت شیخ محمد مظہری سندھی رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۱۴۹ھ / سنہ ۱۷۳۶ء)

۶۔ حضرت شاہ محمد زمان سندھی رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۱۸۸ھ / سنہ ۱۷۷۵ء)

۷۔ حضرت حاجی احمد دمائی سندھی رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۲۲۳ھ / سنہ ۱۸۰۸ء)

۸۔ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۲۴۴ھ / سنہ ۱۸۲۸ء)

حضرت امام علی شاہ سے وابستہ مشائخ کرام کی خانقاہیں پاک وہند کے مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس موضوع پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ کوئی صاحب قلم اس طرف متوجہ ہوں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اس شاخ کے جن مشائخ نے اس سلسلے کو فروغ بخشا ان میں راقم کے علم کے مطابق یہ حضرات نمایاں نظر آتے ہیں۔

۱۔ حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (مکان شریف، بھارت)

۲۔ حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ (دھلی، بھارت)

۳۔ حضرت مولانا شیر محمد خان رحمۃ اللہ علیہ	(جے پور، بھارت)
۴۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ	(شرقپور، پاکستان)
۵۔ حضرت شاہ محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ	(الور، بھارت)
۶۔ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ	(شرقپور، پاکستان)
۷۔ حضرت مولانا ارشاد علی الوری رحمۃ اللہ علیہ	(کوٹہ بوندی، بھارت)
۸۔ حضرت مولانا ہدایت علی جے پوری رحمۃ اللہ علیہ	(جے پور، بھارت)
۹۔ حضرت مولانا منظور احمد مکان شریفی رحمۃ اللہ علیہ	(ساہیوال، پاکستان)
۱۰۔ حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ	(دھلی، بھارت)
۱۱۔ حضرت صاحبزادہ محفوظ حسین دامت برکاتہم العالیہ	(بھلیر شریف، پاکستان)
۱۲۔ حضرت علامہ مفتی محمد محمود احمد الوری مدظلہ العالی	(حیدرآباد سندھ، پاکستان)
۱۳۔ حضرت مولانا مفتی محمد مظفر احمد رحمۃ اللہ علیہ	(دہلی، بھارت)
۱۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد مشرف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	(دہلی، بھارت)
۱۵۔ حضرت مولانا اخلاق حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ	(احمدآباد، بھارت)
۱۶۔ حضرت مولانا مظفر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	(کراچی، پاکستان)
۱۷۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی	(شرقپور شریف، پاکستان)
۱۸۔ مولانا حافظ قاری سید حفیظ الرحمٰن مدظلہ العالی	(بہاول پور، پاکستان)
۱۹۔ مولانا مقبول الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	(سیوہارہ، بھارت)
۲۰۔ مولانا محمد عثمان سیفی مدظلہ العالی	(ٹونک، بھارت)
۲۱۔ مولانا حمید الدین حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ	(گنگور شریف، بھارت)

یہ تو اس آسمان معرفت کے چند آفتاب و ماہتاب اور ستارے ہیں، نہ معلوم کتنے نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے ـــــ اس میں شک نہیں کہ حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، آپ کی اولاد امجاد، خلفاء کبار اور ان کے احفاد و اخلاف پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے۔ دورِ جدید کا قاری، دورِ قدیم کے قاری سے مختلف ہے۔ اس لئے اس کے مزاج کو دیکھتے ہوئے عقیدت مندانہ نہیں بلکہ تکلفات سے مبرا حقیقت پسندانہ طرز اختیار کرنا چاہیئے تاکہ باتیں دل میں گھر کرتی چلی جائیں اور ایک انقلاب محسوس ہونے لگے۔

حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ عالیہ علم و دانش کا سلسلہ ہے۔ یہ عام خانقاہوں سے مختلف ہے۔ اس سلسلے میں اہل علم اور اہل دل دونوں کے لئے بہت ہے ـــــ اس سلسلہ عالیہ سے منسلک حضرات کو چاہیئے کہ قدم آگے بڑھائیں اور علمی سطح پر جو کچھ کر سکتے ہیں کریں، امور معاش میں اس قدر منہمک ہونا کہ امور معاد کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملے، نہایت نامناسب ہے، اس طرزِ عمل پر غور و فکر کی ضرورت ہے۔

مولیٰ تعالیٰ ہم کو اہل اللہ کے دامن سے وابستہ رکھے کہ ان کے نقوشِ قدم ہی کو قرآن کریم نے "صراط مستقیم" سے تعبیر کیا ہے۔ اس پر چلنے اور اس کی آرزو کرنے کی تلقین فرمائی ہے ـــــ حضرات اہل اللہ کی باتیں احزاب و شخصیات کی باتیں نہیں۔ یہ عین اسلام کی باتیں ہیں۔ بلاشبہ ان کی رہنمائی کے بغیر صراط مستقیم کا ملنا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم ـــــ!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

پرنسپل

گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ، سندھ

۳ رشعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

۱۷ رمئی ۱۹۸۳ء

فہرس عکس

فہرس

مدائح ومناقب

۱۵ تا ۱۹

سیرت وسوانح

نعت شریف

از حضرت شاہ حسین قدس سرہ العزیز (۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء)

ہستم سگِ جنابت یا سید المدینہ — از جان فدا نجاکت یا سید المدینہ

مسکین و مستمندم، مظلوم و دردمندم — سوزندہ چوں سپندم یا سید المدینہ

در مرض حرص جانم شد مبتلا چنانم — چارہ ازو ندانم یا سید المدینہ

بیحد گنہ گارم، جائے اماں ندارم — شرمندہ شرمسارم یا سید المدینہ

بہر دوا دویدم، در حضرت رسیدم — چارہ دگر ندیدم یا سید المدینہ

یا ہادیٔ ہدایت، یا شاہ ذوالعنایت — دل و جان من فدایت یا سید المدینہ

یا شاہِ کون و امکان دست کرم بیفشاں — از قید نفس برہاں یا سید المدینہ

ہستم سگ سگانت، مشتاق آستانت — مسکین مدح خوانت یا سید المدینہ

دیگر سرم فدایت یابم شرف لقایت — باشم حضور پایت یا سید المدینہ

عرض حسین مسکین بپذیر یا شہ دیں
کن کرم، حال ما بیں یا سید المدینہ

چوں بمدینہ معطرہ نزدیک رسیدہ اند بمجرد ملاحظہ آثار روضہ معطرہ نعرہ ہا زدہ بے ہوش افتادہ دور گرداب زیارت روضۂ مطہرہ و مسجد نبوی زماں زماں از خود رفتہ بہ خاک غلطیدند۔
(آیات القیومیہ، قلمی، ص ۲۰۲-۲۰۳)

منقبت در مدح حضرت حاجی احمد قدس سرہ

از

حضرت شاہ حسین علیہ الرحمہ

ز جام احمدی گر باز یک جرعہ بکام رفتہ — ہماتے اوج لاہوتی ہماں ساعت بدام رفتہ

شدم من مست مدہوشی ز جرعہ جام او یارب — الٰہی جرعۂ جام او دمادم در بکام رفتہ

بیا اے ساقی وحدت بجامے سرفرازم کن — مہم وصل محبوبم ازیں در انصرام رفتہ

عجب سریست اے یاراں شدن مدہوش عشقش — ہر آنکو مست شد زیں مے بشرب مے مدام رفتہ

ز وصف ساغر مستش بوہم کے رسد یارب — حدیث ذوق او از ما بگفتن کے تمام رفتہ

بشرب مست وحدت او بیا شاد بکن اے سرمست
دریں عشرت را یارب ہمیشہ صبح و شام رفتند

(آیات القیومیہ، قلمی، ص ۱۹۴)

قصیدہ

در مدح حضرت سیّد امام علی شاہ

از

مولانا نور احمد تخت ہزاری

خلیفہ حضرت سیّد امام علی شاہ

(منتخب اشعار)

غلغلۂ لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ہر طرفہا شنیدہ ام کہ مپرس
از جنوب و شمال شرق و غرب نورِ حق را بہ دیدہ ام کہ مپرس
لن ترانی کجا ست اے یاراں؟ وہو معکم بدیدہ ام کہ مپرس
طور سینا شدہ چو سینۂ من زو کلامے شنیدہ ام کہ مپرس
نغمہ ہائے نفخت من الروحی از کلامش شنیدہ ام کہ مپرس
نقشبند باسم اِلّا اللّٰہ مرشد پاک دیدہ ام کہ مپرس
سرمۂ دیدۂ اولی الابصار وہ چہ نورے بدیدہ ام کہ مپرس
شہرۂ حسن اوست در ہمہ ملک وہ چہ شاہد گزیدہ ام کہ مپرس
حسن افزائے روئے مطلع فجر وہ چہ شمس بدیدہ ام کہ مپرس
مسند آرائے کارگاہ الست وہ چہ غوثے گزیدہ ام کہ مپرس
پُر کن کاسۂ تہی دستاں وہ چہ شاہے گزیدہ ام کہ مپرس

شاہ باز مقامِ او اَدنیٰ   وہ چہ عنقا گزیدہ ام کہ مپرس
مومیائی دہِ شکستہ دِلاں   وہ چہ طبیبے گزیدہ ام کہ مپرس
نقشبند نگار خانۂ دل!   وہ چہ شیخے گزیدہ ام کہ مپرس
زینت افزائے باغ عالم انس   وہ چہ خواجہ گزیدہ ام کہ مپرس
نکتۂ معرفت ز گلشنِ راز   وہ چہ رہبر گزیدہ ام کہ مپرس
طوطیٔ نور باغِ مصطفوی!   گل حسنین دیدہ ام کہ مپرس
عندلیب ز باغ مرتضوی!   جگر زہرہ دیدہ ام کہ مپرس
تو نہالِ ز گلشن احمد   جان معصوم دیدہ ام کہ مپرس
مورد نص آیت تطہیر   قطب کامل گزیدہ ام کہ مپرس
آیت از نصوص خالق پاک   مصحف نو گزیدہ ام کہ مپرس
پیشوائے صفوف عالم پاک   شبلیٔ وقت دیدہ ام کہ مپرس
گوہرے از فصوص حکمتِ حق   محی دیں بدیدہ ام کہ مپرس
زلف آرائے مسند لولاک!   وہ چہ پیرے گزیدہ ام کہ مپرس

(آیات القیومیہ، قلمی ص ۳۸۱)

نوٹ:۔ یہ قصیدہ مبارک ۸۸ اشعار پر مشتمل ہے: جو آیات القیومیہ کے صفحات ۳۸۰ تا ۳۸۲ پر پھیلا ہوا ہے۔

منقبت

درمدح حضرت سید امام علی شاہ مکان شریف

از

مولانا نور احمد تخت ہزاری

(منتخب اشعار)

(۱)

خنجر زن ملک ماسوا را — اخگر زن رخت ماسوا را
ہر جگر ز عشق تو کباب است — ہر نکتہ ز قول تو کتاب است
آں سینہ کہ عشق از تو دارد! — مست است جہاں خبر ندارد
واں جبہہ کہ سکہ از تو دارد — پروائے بجز خدا ندارد
یغماگر ملک ماسوا را! — غارت گر رخت ماوراء را
حقا کہ بملک لا مکانی — چو مثل تو نیست شیخ ثانی
بگرفت بخلق وحشیاں را — لب بستہ بعقل زیرکاں را
فیضش بدل خدا پرستاں — چوں نغمہ بگوش مستاں
ایں ساقی وایں شراب ایں دیر — واللہ کہ ندیدہ ام جز ایں غیر
حقا بہ بزم رشد و ارشاد — کس نیست بمثل تو در ایجاد
شانت ہمہ نشان بے نشا نیست — او جت بمکان لامکانی است
علم از تو گرفت زیب و زینت — علم از تو گرفت قرب و عزت

دیں از تو گرفت خلعت نو　　جو داز تو گرفت پرتو نو
دیں شمرۂ رشد تو ید واراں　　چوں سورۂ شمس بین القرآں
تیر نظرت بصید بازی　　در صحن دل چو اسپ تازی
نظر تو کہ ہر طرف بیاید　　از جملہ جہاں دل رباید
بالفرض اگر یزید آید　　از نظر تو بایزید شاید
نظر لطف تو عین ناز است　　نازے کہ درو سہ صد نیاز است
از تیر نظر گرفت جانہا!　　وز خلق آباد خانما ہا

(آیات القیومیہ، قلمی، ص ۳۸۷)
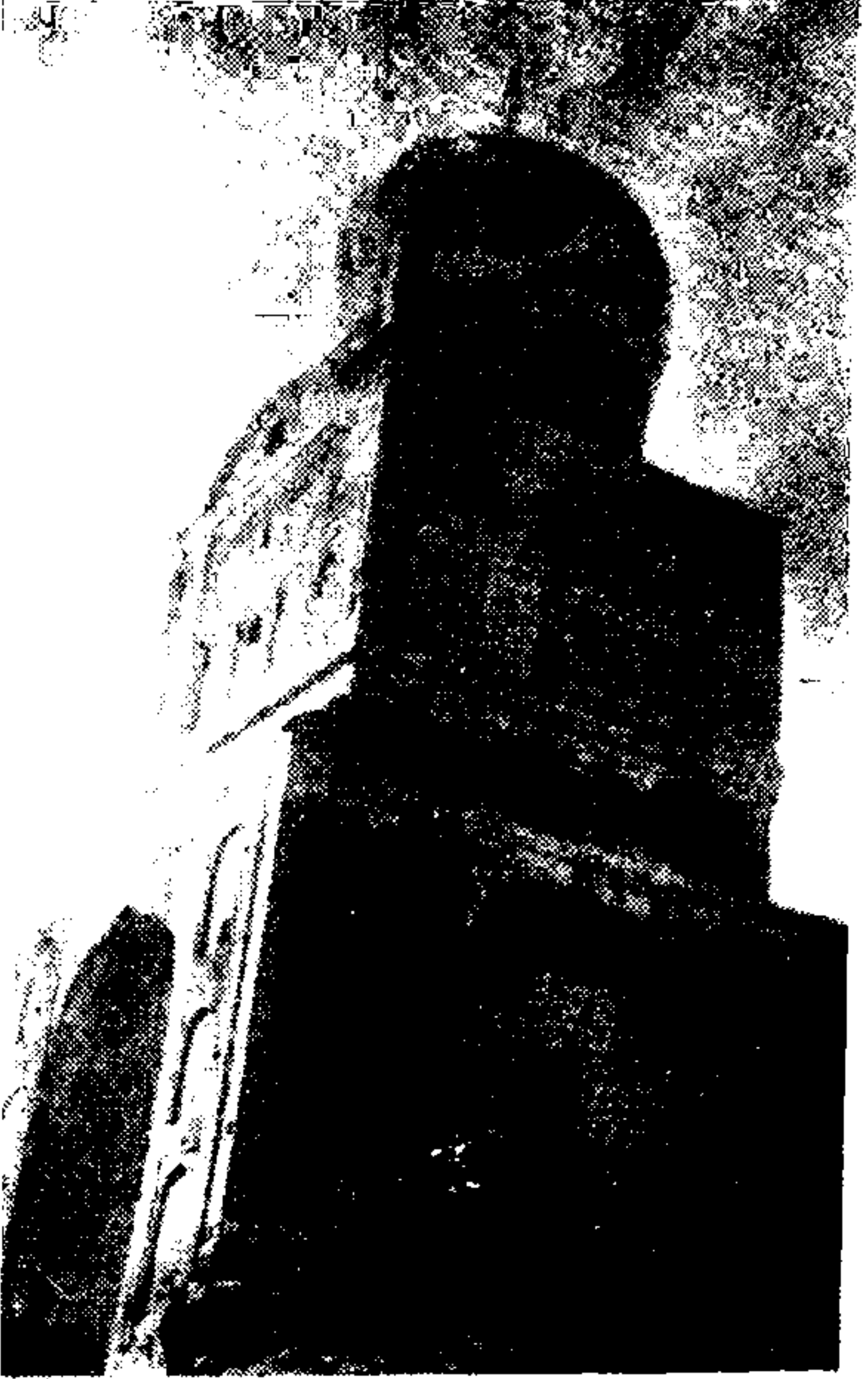
مزار مبارک حضرت سید امام علی شاہ و سید صادق علی شاہ رحمہا اللہ تعالیٰ مکان شریف

ماہ و انجم

ماخوذ از

آیات القیّومیّہ (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء)

مُصنّفہ

مولانا احمد علی دھرم کوٹی

خلیفہ

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریف

ترجمہ و تلخیص و ترتیب

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ

شیخ طریقت حضرت بابا امیر الدین علیہ الرحمہ

حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق خانوادۂ سادات سے تھا، آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت سید دانیال حجاز سے ہجرت کر کے بغداد شریف کی نواحی بستی سامرہ میں آکر آباد ہوئے ۸۳۲ھ / ۱۴۱۸ء میں بغداد سے ہندوستان تشریف لائے اور دھلی میں سکونت اختیار کی یہیں آپ کی شادی بھی ہوئی۔ کچھ عرصے کے بعد اپنے ایک صاحبزادے سید خواجہ کو لے کر دہلی سے پنجاب تشریف لائے اور میاں مکان شریف (موضع رتر چھتر، ضلع گورداسپور، پنجاب، بھارت) میں مستقل قیام فرمایا۔ ۹۰۴ھ / ۱۴۹۸ء میں آپ کا انتقال ہوا —— آپ کے پوتے سید شاہ محمد (ابن سید عارف ابن سید ابو المعالی) ۱۰۸۶ھ / ۱۶۷۵ء میں پیدا ہوئے، اپنے وقت کے جلیل القدر عالم و عارف تھے، ۱۱۸۰ھ / ۱۷۶۶ء میں آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ کے پوتے سید حیدر علی شاہ (ابن سید فرزند علی ابن سید لطف کریم) حضرت سید امام علی شاہ کے والد ماجد تھے، ۱۲۲۶ھ / ۱۸۱۱ء میں آپ نے انتقال کیا۔[۱]

حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت مکان شریف میں ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۶ء) میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار میر سید حیدر علی شاہ کا آپ کے بچپن ہی میں انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپ زیادہ عرصے تک نانا نانی کے گھر رہے جو بہت ہی خوشحال تھے بعض فارسی کتابیں مولانا فقیر اللہ دھرم کوٹی سے پڑھیں اور چونکہ آپ کے آباؤ اجداد فن طب میں مہارت رکھتے تھے اس لئے آپ نے اس فن کی کتابیں "سر آمدِ حکمار"، حافظ محمد صالح سے پڑھیں اور

---

[۱] یہاں تک حالات ایک معاصر تذکرہ نگار، شیخ محمد ظفر اللہ خاں کی کتاب "تذکرہ بے مثل راجگان راجور" سے بحوالہ ذکر مبارک مطبوعہ لاہور، ص ۷۷ نقل کئے گئے ہیں تاکہ حالات مکمل ہو جائیں۔ مسعود

بہت سی کتابیں مولانا نور محمد چشتی سے بھی پڑھیں آپ نے اپنی جودت طبع کی وجہ سے اپنے ہم سبقوں پر سبقت حاصل کر لی اور یہ بات بہت مشہور ہو گئی۔ آپ نے اپنی فکر رسا کی وجہ سے شعر گوئی میں اس حد تک کمال پیدا کر لیا کہ فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ انہی ایام میں آپ کسی کے گردیدہ ہو گئے۔ اور اس سے ظاہری مفارقت کی وجہ سے بہت ہی مغموم رہنے لگے۔ اسی شدت اضطراب میں حضرت شیخ العالم شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی نظر آپ پر پڑی اور آپ نے اضطراب سے چھٹکارا حاصل کیا۔ اور اس کی تقریب یہ ہوئی کہ جب حضرت شاہ حسین نے آپ کے اندر استعداد اور قابلیت ملاحظہ فرمائی تو مرید کرنے سے پہلے آپ سے دریافت کیا۔ "بیٹے کون سی کتاب پڑھتے ہو؟" ابھی آپ جواب دینے بھی نہ پائے تھے کہ خود فرمایا۔ اعتقاد و عمل اور روحانی قوت کیلئے مثنوی شریف کا مطالعہ بہت ہی خوب ہے"۔ چنانچہ حضرت امام علی شاہ نے اسی روز مثنوی شریف کا مطالعہ شروع کیا۔ دوسرے روز حضرت شاہ حسین نے اپنے پاس بلایا اور مثنوی شریف کے پہلے شعر کی تشریح فرمائی۔ اسی روز سے آپ کا دل چاہنے لگا کہ آپ سے مثنوی شریف کا سبق پڑھا جاتے۔ آپ مثنوی شریف کی ایسی تشریح فرماتے تھے کہ سننے والے کو سننے کی تاب و طاقت نہ رہتی۔ بہر حال ابھی آپ نے چند ورق ہی پڑھے تھے کہ حضرت شاہ حسین، جامع شریعت و طریقت حضرت حافظ محمود صاحب سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے اس وقت حافظ صاحب کیڑی کھریالی کے نواح میں سنوال کے مقام پر مقیم تھے۔ اس سفر میں حضرت امام علی شاہ بھی ساتھ رہے اور عجیب و غریب باتیں مشاہدہ میں آئیں جب حضرت امام علی شاہ نے یہ دیکھا کہ حضرت شاہ حسین کی خانقاہ کے بہت سے مریدین و معتقدین آپ سے دعا کی درخواست کر رہے ہیں تو آپ نے بھی دعا کی درخواست کی حافظ محمود صاحب نے جواباً فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے پیر و مرشد کی محبت عطا فرمائے"۔ یہاں اشارہ حضرت شاہ حسین کی طرف تھا۔ آپ کی دعا کی برکت سے حضرت شاہ حسین سے اتنی شدید محبت

ہو گئی کہ بغیر آپ کو دیکھے چین نہ آتا تھا۔

حضرت امام علی شاہ نے سولہ برس کی عمر میں اپنے استاد مولانا جان محمد چشتی کے ہمراہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضری دی یہاں ایک منجم نے پیش گوئی کی:-

"آپ کے ہی رشتے داروں میں ایک سن رسیدہ بزرگ سے آپ کو بہت ہی زیادہ فائدہ پہنچے گا"

"اس وقت حضرت امام علی شاہ کو یقین ہو گیا کہ یہ پیر بزرگ حضرت شاہ حسین ہی ہیں کیونکہ آپ حضرت امام علی شاہ صاحب کے جدی رشتہ دار ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام علی شاہ نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ بیعت کی درخواست کی پہلی بار استخارے کا اشارہ فرمایا، کچھ دن گذر جانے کے بعد جب دوسری بار عرض کیا تو فرمایا کہ اب استخارے کی ضرورت نہیں اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا — ریاضات، مجاہدات کے بعد آپ سے فرمایا:-

"صفوت وقدس جبریل، خلّت ابراہیم، شوق موسیٰ، طہارت عیسیٰ اور محبت مصطفےٰ (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) اگر تجھ کو دیں تو خبردار اس پر راضی نہ ہونا اور اس سے زیادہ کی آرزو کرنا کہ اس سے زیادہ بہت کچھ ہے۔ صاحب ہمت بنے رہو اور سر ہمت کبھی نیچا نہ کرو"

حضرت شاہ حسین کی نظر فیض گستر نے وہ کچھ دیا کہ بہت کم لوگوں کو دیا ہو گا۔ اور وہ کچھ عطا کیا جو بہت کم لوگوں کو عطا ہوا ہو گا۔ آپ اپنے پیر کامل کے آئینہ جمال بن گئے بلکہ خود پیر کامل بن گئے۔

لہ حضرت امام علی شاہ کے شیخ طریقت حضرت شاہ حسین، حضرت امام علی شاہ کے پردادا سید لطف کریم کے بھائی سید کرم کریم کے بیٹے تھے۔ اس طرح رشتہ کے دادا ہوئے۔ مسعود

آپ جامع صفات حسنہ تھے۔ علم و عمل، اتباع و استقامت، تربیت و تسلیک مریدین، ناقصوں کی تکمیل، فقراء و غرباء پر شفقت و مہربانی، حسن خلق، تواضع و مسکنت، عفو و درگزر، چشم پوشی و شفقت، ایثار و انعام، اکرام و احسان و عفت، زہد و ورع و تقویٰ، طاعت و عبادت و عبودیت، جوع و فاقہ، تحمل و بردباری، خشوع و خضوع، حلم و رضا، صدق و حیا، صبر و سکوت، بذل و جود و سخاوت، خشیت و خوف و رضا، ریاضت و مجاہدات، قناعت و ملادمت و معاونت، تجرید و تفرید و توحید، تہذیب و وقار، مدارات و مواسات، عنایت و رعایت، شفقت و شفاعت، کرم و تفقد، شکر و ذکر و فکر، احتشام و احترام، رقیت و غیرت، عبرت و بصیرت، معرفت و حقیقت، تسلیم و تفویض، توکل و تبتل، یقین و ایقان، غنا و استغناء۔
آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی وارث اور اپنے شیخ کے رازدار و نائب مناب ہوگئے
آپ فرماتے تھے کہ حضرت شاہ حسین کا فیض ہمیشہ جاری رہتا تھا اور جس کو آپ چاہتے اپنی نسبت عالیہ کے انوار میں غرق کر دیتے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ابتدائی زمانے میں سنوال سے واپسی کے وقت جب آپ ایک ولیہ خاتون کے گھر اُترے تو اسی روز رات کو حضرت شاہ حسین کی ایسی کیفیت ہوئی کہ کبھی نہ دیکھی گئی وجد اور جوش و خروش میں آگئے اور صبح تک اسی کیفیت استغراق میں رہے جب رات گذری اور صبح ہوئی تو آپ کے مخلصوں میں سے ایک شخص (جو اس قصبے میں رہتا تھا) خدمت میں حاضر ہوا، اُس سے آپ نے فرمایا کہ آج رات تو ہمارے پاس ہوتا تو تیرا کام مکمل ہوگیا ہوتا۔ چونکہ میں اس وقت تک بیعت نہ ہوا تھا اور "وقت آمد" کی حقیقت سے ناآشنا تھا تو یہ باتیں سن کر مجھے اس بات پر افسوس ہوا کہ رحمت کی اس گھڑی کو تو نے کیوں ضائع کر دیا۔ چنانچہ اس تلاش میں رہا کہ سفر و حضر میں ایسا وقت پھر آجائے۔ بیعت ہونے کے بعد اگرچہ حضرت شاہ حسین نے بہت سے انعام و اکرام سے نوازا لیکن اس کے باوجود میرا ذہن اسی سوچ میں رہتا کہ کب

وہ وقت خاص آتے اور میں مستفیض ہوں یہاں تک کہ پندرہ سال کے بعد پھر وہ وقت آیا اور قصبہ کہنو کے سفر میں اس وقت خاص کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا جس کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا۔ آپ نے فرمایا۔

"اے بیٹے! یہ حقیقتِ اولیاء اور نسبتِ گرامی جو آج رات تجھ کو ملی ہے، دن بدن بلند ہوتی جائے گی اور ترقی کرتی جائے گی اور اس بھید کی باریکیاں تم پر ظاہر ہوتی جائیں گی۔"

اس کے بعد حضرت امام علی شاہ سے فرمایا "امامت کرو"، اور حضرت شاہ حسین نے ان کے پیچھے خود نماز پڑھی، نماز کے بعد آپ نے حضرت امام علی شاہ کو سامنے بٹھا کر مراقبہ فرمایا مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اکابر کی روحانیت کی تربیت سے تمہارا کام انجام کو پہنچا، آج رات میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں کہ جو امانت تمہارے سپرد کی گئی ہے اس کو طالبانِ حق تک پہنچاؤ۔"

خلافت سے نوازنے کے بعد حضرت شاہ حسین دو سال بقید حیات رہے۔ اس دوران حضرت امام علی آپ کی صحبت کو کبریت احمر سمجھتے ہوئے مسند ارشاد پر نہیں بیٹھے اور ہمیشہ آپ کی صحبت ہی میں رہے یہاں تک کہ حضرت شاہ حسین وصال فرما گئے۔

حضرت امام علی شاہ فرماتے تھے کہ چونکہ گوشہ نشینی اور خلوت گزینی کا ذوق مجھ پر غالب تھا اس لئے حضرت شاہ حسین کے انتقال کے بعد دل میں یہ آیا کہ ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ لوگ نفرت وملامت کرنے لگیں، اس طرح گوشہ نشینی وخلوت گزینی کا موقع ہاتھ آجائے گا اور دل غیر اللہ سے منقطع ہو کر قرب الٰہی سے مشرف ہو جائے گا جو اللہ والوں کا مقصود ومطلوب ہے۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دن میں مراقبہ میں تھا۔ اچانک جب میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ حسین میرے سامنے کھڑے ہیں میں تعظیماً کھڑا ہو

گیا۔ آپ نے مجھے مخاطب فرمایا اور طریقہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کے بارے میں تاکید فرمائی اسی وقت دو اشخاص کے بارے میں حکم فرمایا ان کو تلقین کرو اور اس دوران آپ نے ایسی نسبت القا فرمائی کہ میں بے خود ہو گیا اور مجھے یہ خبر بھی نہ رہی کہ آپ کس طرف چلے گئے جب میں وہاں سے مکان شریف لوٹا تو وہ دو اشخاص جو میرے سامنے پیش کئے گئے تھے، میرے پاس آئے اور کہا کہ حضرت شاہ حسین خواب میں آئے اور ہماری تلقین و تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔ ایسی صورت میں جب کہ میں نے ان کے خواب کو اپنی واردات کے مطابق پایا تو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ رہا۔ حضرت شاہ حسین کی ارشاد کی برکت سے جب میں نے مریدین کی طرف توجہ کی تو میں نے محسوس کیا کہ فیض کا ایک سیلاب میرے دل میں امنڈ رہا ہے۔

جب آپ اکابر حضرات نقشبندیہ کی مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت شروع کی تو تھوڑے ہی عرصے میں آپ کا شہرہ سارے عالم میں پھیل گیا اور مختلف مقامات سے علماء و صلحاء آنے لگے۔ آپ نے بعض سالکوں کو چالیس سال اور بعضوں کو پچاس سال میں راہِ سلوک طے کرائی اور بعض طالبوں کو ان کی استعداد کی وجہ سے چند روز ہی میں تمام منازل طے کرا دیئے۔ آپ کے روحانی کمالات کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعات و حقائق سے ہو سکتا ہے۔

۱۔ رہتاس کے نواح میں ایک شخص کی آرزو تھی کہ "قطب عالم" کی زیارت کرے اور اس سے بیعت ہو چنانچہ اس نے "صاحب انفاس" درویشوں سے درخواست کی، یہاں تک کہ اس زمانے کے ایک بزرگ نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک لاکھ کی تعداد میں یہ وظیفہ پڑھو اور اس کے بعد استخارہ کرو، چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اس کو عالم واقعہ میں آپ کا نام نامی آپ کا حلیہ اور آپ کے مسکن شریف کا اتا پتا بتایا گیا۔ جب دوبارہ استخارہ کیا تو اس مرتبہ حلیۂ مبارکہ مجلس شریف اور خانقاہِ عالیہ کو دکھایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کسی کو کہتے سنا

کہ "قطب عالم" کا مسکن ملک پنجاب میں ہے۔ دوسرے روز سامان سفر تیار کر کے پنجاب کی طرف روانہ ہوا جب اس نے دریائے چناب عبور کیا جس سے پوچھتا وہ آپ ہی کا پتہ بتاتا، اس سے اس کو یقین ہو گیا کہ عالم واقعہ میں جس بزرگ کی طرف اشارہ کیا گیا تھا وہ یہی بزرگ ہیں۔ چنانچہ وہ شخص حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا۔ اس نے دیکھا کہ شہر شہر اور ملک ملک کے فقہاء، علماء اور فقراء جمع ہیں اس نے یہ بھی دیکھا کہ عالم واقعہ میں آپ کا جو حلیۂ مبارکہ دکھایا گیا تھا ہو بہو وہی حلیہ ہے۔ اس شخص نے سارا ماجرا راقم الحروف (مولوی احمد علی دھرم کوٹی) کو سنایا اور راقم الحروف نے حضرت امام علی شاہ صاحب سے بیعت کے لئے عرض کیا۔

۲۔ مولانا مولوی غلام حسین ہوشیارپوری جو اس زمانے کے اجلّۂ علماء میں تھے اور حضرت غلام علی شاہ دہلوی کے خلیفہ اور مولانا محمد شریف اصفہانی کے شاگرد تھے۔ وہ اتفاقاً قصبۂ دہلو میں آئے جہاں پہلے ہی حضرت امام علی شاہ مقیم تھے۔ اس قصبے کی مسجد مرزایاں میں آپ نے اعتکاف کیا اور یہیں حضرت امام علی شاہ فیض رساں تھے۔ انہوں نے حضرت امام علی شاہ کے فیوض و برکات اور تاثیرات کو دیکھا تو فرمایا:۔

"سچ تو یہ ہے کہ آپ اس زمانے کے مجدد ہیں۔"

۳۔ شیخ المشائخ حضرت احمد صاحب تال بیلی جو کشمیر کے اعاظم مشائخ اور اکابر علماء میں سے تھے انہوں نے حضرت امام علی شاہ صاحب کے خلیفہ سید انور شاہ کشمیری سے ایک ملاقات سے فرمایا:۔

"میں نے نظر کشفی سے اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ اس وقت دنیا میں تمہارے پیر دستگیر کا ثانی نہیں"

۴۔ میاں صاحب امان اللہ کشمیری کہ جو ایام جوانی میں اولیاء اللہ کی تلاش میں کشمیر سے کابل، قندھار، ہرات اور بلخ وغیرہ گئے اور مختلف بزرگوں کی صحبت سے مستفیض

ہوئے لیکن جب آخری عمر میں حضرت امام علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہاں اور ہی عالم دیکھا۔ آپ بطور تحدیث نعمت فرمایا کرتے تھے۔

"اگرچہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف زیارت نصیب نہیں ہوا لیکن میں اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر ادا کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے جانشین اور قائم مقام سے شرف صحبت حاصل ہوا"

۵۔ حضرت شاہ صاحب بڈھن شاہ کلانوری (خلیفہ حضرت شاہ حسین علیہ الرحمہ) فرمایا کرتے تھے:۔

"اس زمانے میں مشرق سے لے کے مغرب تک آپ صراط مستقیم کے ہادی و رہبر ہیں، دوسرے حضرات آپ کے وجود شریف کے وسیلے سے فیض حاصل کرتے ہیں، اگر اس قسم کا صاحب کمالات پیدا ہو جائے تو سارے عالم اور عالم والوں کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ ایک آفتاب ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے"

۶۔ جب آپ کی مشیخت کا شہرہ اطراف وجوانب میں پھیلا اور لوگوں کو معلوم ہوا کہ مکان شریف میں ایسا آفتاب عالمتاب طلوع ہوا ہے کہ جس پر ایک نظر ڈالتا ہے اس کے ظاہر و باطن کو منور کر دیتا ہے تو لوگ جوق در جوق آپ کی طرف آنے لگے۔ چنانچہ اس زمانے کے جلیل القدر عالم مولانا غلام اللہ لاہوری (جن کو خلیفہ صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) نے جب آپ کا شہرہ سنا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوئے۔ بہت سے حضرات نے عالم واقعہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے اشارے پر حضرت امام علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر نسبت دوام حضوری حاصل کی اور مقاماتِ عالیہ پر فائز ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے عالم واقعہ اور عالم تیقظ میں آپ کی صورت شریف دیکھی اور آپ سے توجہ حاصل کی چنانچہ توجہ سے ان کے دل ذاکر ہو گئے اور وہ محبتِ الٰہی میں منجذب

ہو گئے۔ آپ کی صحبت کیمیا اثر کی تاثیرات اور آپ کے حلقۂ متبرکہ کی کیفیات و واردات کا کیا ذکر کروں بعض لوگ آپ کی توجہ کی تاثیر سے مرغ نیم بسمل کی طرح خاک پر لوٹتے تھے، بعض لوگ کمال استغراق کی وجہ سے مست بادۂ بےخودی معلوم ہوتے تھے، بعض لوگ وجد و بے تابی کے غلبے کی وجہ سے آہ و نالہ کرتے تھے، بعض لوگ خود کو فراموش کر کے عالم حیرت میں چلے جاتے تھے اور بعض لوگوں کے سامنے توحید و معرفت کے اسرار کھلم کھلا نظر آتے تھے۔ المختصر آپ کی نورانی مجلس شریف میں وہ کیف و سرور حاصل ہوتا جو دلوں یاد رہتا

آپ کی خانقاہ شریف اور مسجد شریف میں تقریباً تین سو (۳۰۰) صوفیاء اور فقراء رہتے اور دور و نزدیک سے طالبانِ طریقت حاضر ہوتے تھے۔ مثلاً بخارا، کابل، بدخشاں، کشمیر اور ہندوستان وغیرہ۔ ان تمام حضرات کے طعام و لباس کا انتظام حضرت امام علی شاہ کی طرف سے ہوتا تھا آپ کا وجود شریف مجددِ مائتہ ثالث عشر تھا (تیرھویں صدی کا مجدد)

حضرت امام علی شاہ صاحب کا فیض حضور و غیبت میں یکساں تھا۔ چنانچہ حضرت سید بہادر شاہ صاحب (خلیفہ امام علی شاہ) و حافظ صاحب گل حسین راقم الحروف سے بیان کرتے تھے کہ حضرت امام علی شاہ اکثر ہمارے احوال دریافت کرتے تھے۔ جو حال ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے تھے عرض کرتے ہی اس حال سے بلند تر حال تک پہنچ جاتے تھے اور کبھی کبھی آپ خود فرماتے تھے کہ تمہارا حال اس طرح ہے لیکن اس طرح ہونا چاہیئے چنانچہ اسی وقت دوسری کیفیت پیدا ہو جاتی۔ آپ اپنے مریدین کو سیر سلوک کرا کے سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ سے مشرف فرما دیا کرتے تھے اور غیب سے جس کو جہاں کا حکم ملتا وہیں اس کو چلے جانے کی ہدایت فرماتے آپ کے حلقہ نشینوں میں سے بہت ہی کم ایسے ہونگے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہ ہوتے ہوں۔

ملفوظات و اقوال

۱ - طالب کی جانب سے طلب ہونی چاہیئے اور مطلوب کی جانب سے جذب و کشش۔

۲ - صوفیاء کے نزدیک مرید کا شیخ کی خدمت میں آداب ملحوظ رکھنا نہایت ہی اہم ہے۔

۳ - جب مرشد کی خدمت میں حاضر ہو تو دل وجان سے اس کی باتیں سُننے کا منتظر رہے۔

۴ - جب شیخ کی خدمت میں دینی یا دنیاوی باتیں کہنے کی ضرورت پیش آئے تو شیخ سے گفتگو کرنے میں جلدی نہ کرے جب تک کہ اس کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ شیخ اس کی باتیں سننا چاہتا ہے۔

۵ - اپنا کوئی دنیاوی کام شیخ کی اجازت کے بغیر شروع نہ کرے۔

۶ - جس چیز کے متعلق یہ معلوم ہو کہ شیخ اس کو ناپسند کرتا ہے اس کو ترک کر دے۔

۷ - شیخ کو جو کرتا دیکھے وہ نہ کرے جب تک کہ اس کو کرنے کا حکم نہ دیا جائے۔

۸ - اپنے پیر کو تیز نظروں سے نہ دیکھنا چاہیئے بلکہ اکثر اوقات اپنی نظر کو اپنے پیروں کی طرف یا زانو کی طرف رکھنا چاہیئے۔

۹ - شیخ کے سامنے اوراد و وظائف اور نوافل میں مشغول نہ ہونا چاہیئے کہ اس وقت اس کے دیدار سے بہتر کوئی شغل نہیں۔

۱۰ - شیخ کو چاہیئے کہ مریدوں کی نظر میں خود کو باوقار رکھے، جب تک جمال و قار نہ ہوگا اس وقت تک مرید کا مراد کے ساتھ ایسا تعلق پیدا نہیں ہو سکتا جو مرید کے جذب و تصرف کو مستحکم کرے۔

۱۱ - نیکوں کی صحبت میں رہنا اور ان کے ساتھ لگے رہنا سالک کے لئے بڑی نعمت ہے۔ توبہ کے بعد کوئی شربت ایسا سازگار نہیں جتنی ارباب حقیقت کی صحبت۔

۱۲ - اکثر صوفیاء کا خیال ہے کہ جب تک شیخ کی صحبت میسر نہ آئے تنہائی و گوشہ نشینی کسی کام کی نہیں، صحبت میں بہت سے فوائد ہیں، گوشہ نشینی سے اس کو کیا نسبت۔

۱۳۔ مرید وہ ہے کہ آرزوؤں کی آگ سے اس کا دل بھڑک اٹھے، محبت کا درد اس کو بے قرار رکھے، صبح کو بیدار ہو تو اس کی آنکھوں سے پشیمانی کے آنسو ٹپکتے رہیں، نامرادی و خاکساری اس کا شعار رہے اور گذشتہ سے شرمساری اور آئندہ سے نرسگاری اس کا کام ہو۔

۱۴۔ اپنے فیصلوں میں صبر و عفو سے کام لے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی مشیت پر نظر رکھے اپنے گناہوں کا اعتراف کرے، ہر سانس اور ہر آن اللہ سے باخبر رہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا وہی آخری سانس ہو۔

۱۵۔ زبان کی آفت ہلاک کرنے والی ہے، اس سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں اور ساری تباہیاں اسی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموش رہنے کی تلقین فرمائی۔

۱۶۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا وصال و قرب مسلسل ذکر کرنے پر موقوف ہے۔

۱۷۔ ذکر دو قسم کا ہے۔ پہلا ذکر تو دل سے کیا جاتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ زبان و دل دونوں سے کیا جائے۔ اور اگر ایک ہی سے کیا جائے تو پھر دل سے کرنا بہتر ہے۔ لیکن ذکرِ قلبی کی دو قسمیں ہیں جو ایک دوسرے سے افضل ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال، جبروت و ملکوت ارض و سموات اور اس کی نشانیوں میں غور و فکر کرنا ہے اور اس کو ذکرِ خفی کہا جاتا ہے۔

"بہتر ذکر وہی ہے جو چپکے چپکے کیا جائے۔"

اور ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ سب کو بھلا دیا جائے اور اللہ کی محبت میں اس طرح فنا ہو جائے کہ ذاکر نہ رہے، مذکور ہی مذکور رہ ہو۔ اور اس کو اپنی فنا کا احساس بھی باقی نہ رہے۔ اور فناء الفناء حاصل ہو جائے۔

۱۸۔ ذکر کا کمال یہ ہے کہ ذکر دل میں ایسا گھر کر جائے کہ ایک آن کے لئے بھی دل سے جدا نہ ہو، بلکہ مذکور دل پر چھا جائے اور شعورِ ذکر دل سے جاتا رہے اور مذکور ہی مذکور باقی رہے۔ اور اس حدیث کا لطف آجائے۔

لَا یَذۡکُرُ اللّٰہَ اِلَّا اللّٰہ

۱۹۔ توبہ گناہوں اور مکروہات سے پرہیز کا نام ہے، اور یہ عوام کی توبہ ہے۔ خواص کی توبہ یہ ہے کہ وہ خود بینی سے اعراض کریں ـــــــ لیکن عوام کی توبہ تین بنیادوں پر مبنی ہے۔ اس حرکت پر پشیمانی جو ماضی میں اس سے سرزد ہوئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ (۳) یہ پختہ ارادہ کر لینا کہ وہ مستقبل میں ایسی حرکتیں نہیں کرے گا۔ اس کو توبتہ النصوح کہتے ہیں اور اس قسم کی توبہ کرنا مردوں کا کام ہے۔

۲۰۔ عبادات کا مقصود اور لُب لباب اللہ کا ذکر ہے۔ نماز اسلام کا ستون ہے۔ نماز کا مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور قرآن کا پڑھنا بہترین عبادت ہے۔

۲۱۔ انسان کی پیدائش کا مقصد اور علم و عمل کی غرض ذکر و فکر ہے اور تمام جسمانی و قلبی عبادات کا مقصد اللہ تبارک و تعالیٰ کا حضور و شعور حاصل کرنا ہے، پس جوانی کے دنوں کو غنیمت جان کر چند روز ریاضت کر کے اللہ تعالیٰ کا شعور و حضور حاصل کرنا چاہیئے۔

۲۲۔ صوفیاء کی اصطلاح میں "حال" ان کے انوار کا نام ہے جو عالم علوی سے ارواح پر نازل ہوتے ہیں اس کے بعد ان کا اثر دلوں پر پہنچتا ہے اور پھر اعضاء جوارح میں سرایت کر جاتا ہے۔

۲۳۔ مبتدی "صاحب وقت" ہے۔ صاحب وقت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کسی وقت اس پر "حال" کی کیفیت طاری ہو۔ مگر اس پر غالب نہ ہو، اس کو "صاحب وقت" کہتے ہیں۔ اور "صاحب حال" اسکو کہتے ہیں کہ اس پر "حال" غالب ہو یعنی اکثر اوقات اس پر "حال" کی کیفیت طاری ہو۔ "صاحب حال" متوسط ہوتا ہے اور منتہی "صاحب انفاس" ہوتا ہے۔ "صاحب انفاس" اس کو کہتے ہیں کہ "حال" اس کے سانس کا ساتھی بن جائے۔ یعنی جو سانس لے "حال" اس کے سانس کے ساتھ ہو۔ لیکن ارباب طریقت نے "صاحب انفاس" کے متعلق

کہاہے کہ وہ وہ شخص ہے جو وہ کہتاہے، اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے۔

۲۴۔ فنائے مطلق کے معنی یہ ہیں کہ سالک اپنے وجود و ہستی اور قلبی و جسمانی، دنیاوی واخروی تعلقات کو اپنے آئینہ دل سے دھوڈالے کہ ان میں سے کسی رنگ کا غبار بھی اس کے آئینہ دل پر نظر نہ آئے۔

۲۵۔ طریقہ نقشبندیہ کی نسبت کا ادراک کرنا اور اسلاف کرام کی دولت میں شریک ہونا ہر بوالہوس کا کام نہیں ہے۔

سرمدغم عشق بوالہوس را نہ دہند
ذوق پر پروانہ ہم مگس را نہ دہند
عمرے باید کہ یار آید بہ کنار
سرمد ایں غم، ہمہ کس را نہ دہند

۲۶۔ شریعت، غلامی کا پٹکا باندھنے کا نام ہے اور طریقت خود سے چھٹکارا حاصل کرنے کا نام ہے۔ اور حقیقت محبوب سے لپٹ جانے کا نام ہے۔ شریعت علم ہے اور طریقت عمل، شریعت کی مثال یوں سمجھیئے جیسے استاد سے کیمیا کا علم سیکھنا، طریقت گویا تانبے پر کیمیا رگڑنا ہے، اور حقیقت اس تانبہ کا سونا بن جاناہے۔ بعض لوگ علم کیمیا پر خوش ہیں کہ ہم یہ علم جانتے ہیں اور کیمیا کو تانبے پر رگڑنے والے بھی خوش ہیں کہ ہم رگڑنا جانتے ہیں اور حقیقت والے اس حقیقت سے خوش ہیں کہ ہم سونا ہوگئے۔

۲۷۔ اعمال نماز میں ہر عمل کی اور اذکار میں ہر ذکر کی ایک اور روح ہوتی ہے، اگر یہ روح میسر نہ آئے تو نماز ایک مردہ انسان کی مانند ہے۔ جس کا جسم بے جان ہوتا ہے۔ نماز کی اصل روح خشوع اور حضوری قلب ہے کہ نماز کا مقصود ہی یہ ہے کہ دل کو اللہ سے لگایا جائے اور اس کی یاد کو تازہ کیا جائے۔

۲۸۔ فرائض کی نوافل سے ایک علیحدہ خصوصیت ہے اور جماعت تو نور علیٰ نور ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جماعت کے ساتھ ایک نماز تنہا ستائیس نمازوں کے برابر ہے۔

۲۹۔ تہجد کی نماز سعادت ابدی اور افادات سرمدی کی کنجی ہے جو نماز تہجد پڑھتا ہے وہ دونوں جہاں کی سعادت اور کونین کی فلاح حاصل کرتا ہے۔ یہ نماز صدیقوں کی آنکھ کا نور اور عاشقوں کے دل کا سرور ہے۔

۳۰۔ ربیع الاول کی دو اور بارہ تاریخ کو روزہ رکھنا چاہیئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم وصال پر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو ہدیہ کی نیت سے بیس رکعت نماز پڑھی ہے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اکیس بار قل ھو اللہ پڑھی ہے اور اس کے بعد صلوٰۃ وسلام بھیجا ہے۔

جب حضرت امام علی شاہ صاحب کی عمر شریف اڑسٹھ سال کی ہوگئی تو انتقال سے دو سال پیشتر ہی اکثر اوقات ایسی باتیں فرماتے جس سے معلوم ہوتا کہ آپ کی وصال کی ساعت قریب آن پہنچی ہے جس سال وصال ہوا اس سال ۲۹ شوال کو حضرت شاہ بدھن شاہ صاحب کے عرس میں شرکت کے لئے قصبہ کلانو تشریف لے گئے اور وہاں سے دوسرے مریدین اپنے اپنے گھر لے گئے، ایک مرید نے عرض کیا کہ حضور جہاں آپ جاتے ہیں آپ کا جانا وہاں کے رہنے والوں کے لئے سعادت اور اس زمین کے لئے باعث شرافت ہے جواباً فرمایا:

"فقیر کو اس سیر و سفر میں اس کے علاوہ اور کوئی حکمت معلوم نہیں ہوتی کہ جہاں جہاں فقیر کا بقیہ آب و دانہ لکھا ہوا ہے وہ دوستوں کی دعوت میں کھا پی لیا جائے۔ بارہا میرے دل میں آیا کہ متعدد مقامات پر جو مزارعت کا سلسلہ ہے وہ اپنی زندگی میں مختصر کر دوں تاکہ میرے انتقال کے بعد میرے فرزند ارشد (حضرت سید صادق علی شاہ) گراں بار نہ ہوں۔"

مولوی محمد شریف بدخشانی جو کئی سال سے آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ جب تکمیل

منازل کے بعد اپنے وطن جانے لگے تو حضرت امام علی شاہ نے رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ سے ہماری دوبارہ ملاقات معلوم نہیں ہوتی۔"

اسی طرح بعض دوسرے دوستوں کو لکھا۔

"فقیر کی عمر ۷۰ سال کی ہو گئی ہے حدیث میں آیا ہے کہ میری اُمت کی عمریں ۶۰ اور ستر کے درمیان ہوں گی تو معلوم ہوتا ہے کہ میری عمر ۷۰ سے زیادہ نہ ہوگی۔"

۱۵ شعبان کی رات گزار کر صبح کو مسجد شریف حاضر ہوئے اور اپنے رفقاء اور مریدین سے فرمایا۔

"اس فقیر کا نام لوحِ حیات سے مٹا دیا گیا ہے۔"

چنانچہ دوسرے ہی دن آپ کے سینے میں درد شروع ہوا اور معلوم ہوا کہ وجع الفواد کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب کو اطلاع دے دی گئی جن کو حضرت نے باہر بھیجا ہوا تھا اسی اثناء میں حضرت کے سینے میں بڑی شدت سے درد ہونے لگا۔ حضرت سید صادق علی شاہ صاحب عالم انتظار میں والدِ ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے صاحبزادے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"ظاہری صحت کا حال یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ فراق کی ساعت قریب آگئی ہے۔"

حضرت صاحبزادہ یہ بات سُن کر بہت ہی غم زدہ ہوئے۔ جب حضرت امام علی شاہ صاحب نے ان کی پریشانی اور اضطراب کا عالم دیکھا تو آپ نے ازراہِ کرم ارشاد فرمایا۔

"اللہ کی عادت یہی ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور دوسرے کو اس کی جگہ پر بٹھا دیتا ہے۔ تم کو نہیں معلوم کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت ابوبکر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت عمر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب

حضرت عثمان تشریف لے گئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کی جگہ بیٹھے۔"

یہ سن کر حضرت سید صادق علی شاہ صاحب مضطرب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اندر آپ کی جانشینی کی قابلیت نہیں پاتا۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے فرمایا۔

"ایسی باتوں سے توبہ کرو خبردار! میں نے سب کچھ تم پر نثار کر دیا اور تم سے کوئی چیز اٹھا نہ رکھی، تم کو چاہیئے کہ فقیر کے سجادے پر بیٹھ کر عادات و عبادات میں سنت کی پیروی کرو کہ مقام محبوبیت اسی سے ملتا ہے۔ اور اہل دنیا اور ارباب ہوا و ہوس سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف متوجہ رہو اور اسی کو اپنا کفیل جانو میں نے حق سبحانہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ جو لوگ تمہارے دامن سے وابستہ ہوں وہ ہمیشہ مقبول و مسرور رہیں۔

کاتب الحروف (مولانا احمد علی دھرم کوٹی) تیس سال تک اس آستانے سے منسلک رہا اور اکثر اوقات سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ حضرت امام علی شاہ اپنی تمام زندگی میں تین بار بیمار ہوئے۔ پہلی بار ۵۸ سال کی عمر میں تپ سرقہ کی بیماری لاحق ہوئی جو دو ماہ سے زیادہ عرصے تک رہی۔ بظاہر زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ اسی حالت میں رمضان المبارک آگیا اور آپ نے پہلا روزہ رکھ لیا رات کو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے آپ نے فرمایا۔

"میرے بیٹے امام اہل مقام تیری عمر زیادہ ہے، غم نہ کر بہت سے طالب تیرے وسیلے سے پستیوں سے نکل کر بلندیوں تک پہنچیں گے۔"

چنانچہ اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصے بعد بیماری زائل ہو گئی اور آپ صحت یاب ہو گئے دوسری بیماری ۶۵ سال کی عمر میں لاحق ہوئی جبکہ آپ درد قولنج کی بیماری میں مبتلا ہوئے لیکن ساتویں روز صحت یاب ہو گئے اور تیسری بیماری ۷۰ سال کی عمر میں لاحق ہوئی اور اسی بیماری

میں آپ نے جان عزیز جان آفریں کے سپرد کی۔

آخری ایام میں جو حالات مشاہدہ میں آتے ان کی تفصیل یہ ہے :۔

۱۔ وصال سے پانچ سال قبل وجع الفواد کی تکلیف شروع ہوئی۔

۲۔ جب تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو اپنے فرزند اکبر حضرت سید صادق علی شاہ صاحب کو امام مقرر فرمایا، تکلیف کی حالت میں بھی مسجد شریف حاضر ہوتے اور فرزند ارجمند کی اقتداء میں نماز با جماعت ادا فرماتے۔

۳۔ تکلیفِ شدید کے باوجود رمضان المبارک میں کھڑے ہوکر نماز تراویح ادا فرمائی۔

۴۔ درد و کرب کی حالت میں اکثر یہ آیت شریف پڑھتے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط

۵۔ وصال سے دو روز قبل ذرا حالت بہتر ہوئی تو عرض کیا گیا کہ زیارت کے لئے مریدین اور معتقدین بےچین ہیں، باہر تشریف لے چلیں، فرمایا "انشاء اللہ پرسوں چلیں گے"۔

۶۔ انتقال کے روز عصر تک تمام نمازیں اوقات معینہ پر ادا فرمائیں اور ہر نماز کے لئے تازہ وضو فرمایا۔

۷۔ نماز عصر سے فارغ ہوکر مصلّے پر رو بہ قبلہ تشریف فرما ہوئے، فرزند ارجمند حضرت سید صادق علی شاہ کو بلوایا، تجدید بیعت اور تلقین اجازت سے نوازا، پھر فرمایا۔

"فقیر تمہاری توبہ کا گواہ ہے اور تم فقیر کی توبہ کے گواہ رہنا"۔

اس کے بعد مختلف وصیتیں فرمائیں۔

۸۔ اچانک باواز بلند پڑھنا شروع کیا۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

پھر بحالت مراقبہ متوجہ الی اللہ ہو گئے اور جان عزیز جان آفریں کے سپرد کر دی اور

مشتاقان دید سے دیدار کا جو وعدہ فرمایا تھا کہ "پرسوں چلیں گے" پورا فرمایا   آپ کا وصال ۱۳ شوال المکرم ۱۲۸۲ھ) مطابق ۲ مارچ ۱۸۶۶ء کو ہوا۔ ابھی آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ آفتاب طریقت غروب ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مکان شریف ہی میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضرت سید صادق علی شاہ کی تجویز کے مطابق مزار مبارک پر ایک بلند و بالا گنبد بنایا گیا۔[1]

حضرت امام علی شاہ کی تدفین کے ساتویں روز ختم شریف پر لوگوں کو کھانا کھلایا گیا عید گاہ میں جہاں جگہ بہت کشادہ ہے ترتیب سے صفیں لگادی گئیں ——— جب کھانا شروع کیا گیا تو شام کا وقت تھا اور جب ختم کیا گیا تو صبح صادق کے طلوع کا وقت تھا اس کے بعد بھی صلائے عام دے دی گئی جس کا دل چاہے آکر کھائے۔ شام سے صبح تک کھلانے کے باوجود قسم قسم کے کھانے موجود تھے جو فقراء و مساکین میں ہاتھوں ہاتھ تقسیم کئے گئے اور اس تقسیم میں بھی دوپہر کا وقت ہوگیا۔ العرض چہلم تک ہر جمعہ کی رات کو اسی طرح خواص و عوام کو کھانا کھلایا گیا چالیسویں کے روز اس خاندان کے سارے منتسبین اور مریدین دور و نزدیک سے جمع ہوتے اور حضرت امام علی شاہ کے بڑے بڑے خلفاء کے اتفاق سے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی گئی اور لوگ بیعت ہوتے آپ کی توجہ سے انہوں نے اپنے سینوں میں لامتناہی انوار و واردات محسوس کئے۔

حضرت امام علی شاہ کے وصال پر بہت سے حضرات نے قطعات تاریخ وفات تحریر کئے:

---

[1] آیات القیومیہ میں حضرت امام علی شاہ آخری ایام کا جہاں تذکرہ ہے۔ وہاں صفحات غائب ہیں۔ اس لئے ایک معاصر تذکرہ نگار شیخ محمد ظفر اللہ خاں کی کتاب "تذکرہ بے مثل راجگان راجور" سے ذکر مبارک (مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۵، ۱۸۹) کے حوالے سے حالات شامل کئے گئے ہیں۔

مسعود

یہاں چند مادہ ہائے تاریخ پیش کیے جاتے ہیں۔

مادہ ہائے تاریخ وفات

حضرت سید امام علی شاہ قدس سرہ العزیز

ہمیں گفت ہاتف چو در تاب رفت
بگو عزت وجاں ز پنجاب رفت

(آیات القیومیہ، قلمی، ص ۳۴۱)

چوں ز تاریخش نمودم جستجو
ہاتفم فرمود "فخر عارفاں"

(ایضاً، ص ۳۴۲)

دریغا شہنشاہ ملک شہود | چو گنجینہ در مخزن خاک خفت
امام جلی، سید دین علی | کہ الحق دُرِ معرفت نیک سُفت
چو از ماسواللہ گردید طاق | برضوان معبود حق گشت جفت
بتعظیم وتکریم از حور عین | بمژگان رہ باغ فردوس رفت

ازیں باغ سر برکشیدہ سروش
بگفت آفتاب جہاں رو نہفت

(ایضاً، ص ۳۴۲)

چوں تاریخ وصال او بجز جستم ز دل
ملہم گفتا کہ "ختم الاولیاء واصلین"۔ (ایضاً، ص ۳۴۶)

۱۲۸۲ھ

امام الورٰی شد بجنت مقیم (ایضاً، ۳۴۱)

عکس مرآۃ المحققین صفحہ اوّل

ترجمہ　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　اصل

مرآۃ المحققین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی نعمائہ الشاملۃ و علی
آلائہ الکاملۃ والصلوۃ والسلام علی
سید الدارین و رسول الثقلین و
نبی الکونین و خاتم الانبیاء والمرسلین
وفخر الاتقیاء والنجباء والاصدقاء الکاملین
وشافع یوم الجزاء ومالک قاب قوسین
او ادنی وصاحب اللواء اعنی
محمد ن المصطفی ثانیا علیہ من الصلوۃ
افضلہا والتحیات ازکہا

سب ثناء واسطے اللہ تعالی کے ہے انکی
ان نعمتوں پر جو شامل ہونیوالی ہیں اور اس
کی ان نوازشوں پر جو کامل ہیں اور تمام
درود وسلام دو جہان کے سردار زمین اور
آسمان کے نبی جن وانسان کے رسول نبیوں
اور رسولوں کے ختم کرنیوالے اتقیا نجباء اصدقاء کاملین
کے سردار روز قیامت کے شفیع مرتبہ اعلی قاب قوسین او
ادنی کے مالک صاحب لواء الحمد یعنی سیدنا محمد ن المصطفی
پر اسپر بہتر صلوات اور پاکیزہ تر تحائف

عکس مرآۃ المحققین صفحہ ۴۷

میں پڑنے سے پریشانی ہوتی ہے لہذا مناسب ہے کہ اسکی مرغوب شئے
یعنے ذکر آلہی اُس کے حوالے کردیجاے تاکہ اُس کو اطمینان حاصل ہو جاوے
تیسرا پوست یہ ہے کہ ذکر آلہی قلب میں جگہ کرلے اور ایسا گڑ جائے کہ اُس
کا چھڑانا دشوار ہو جاوے اسکا مطلب یہ ہے کہ دوسرے درجہ میں جسطرح قلب
کو ذکر کی عادت ڈالنے میں دقت پیش آئی تھی اس تیسرے درجے میں قلب
سے ذکر اللہ کی عادت چھڑانا اس سے زیادہ دشوار ہو۔ چوتھا درجہ جو مغز
اور مقصود بالذات ہے وہ یہ ہے کہ قلب میں ذکر کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے
بلکہ مذکور یعنے حق تعالےٰ کی ذات ہی ذات باقی رہجاے کہ نہ قلب کی طرف
توجہ رہے نہ ذکر کی جانب التفات اور نہ اپنی خبر ہو نہ کسی دوسرے کی محض
ذات بحت میں استغراق ہو جاوے اسی حالت کا نام فنا ہے اور اس
حالت پر پہنچ کر بندہ کو نہ اپنے ظاہری حس و حرکت کا علم ہوتا ہے اور نہ باطنی
عوارض کا یہانتک کہ اپنے فنا ہو جانیکا بھی علم باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ فنا ہو جانا
بھی تو خدا کے علاوہ دوسری ہی چیز ہے اور غیر اللہ کا خیال میل کچیل اور
کدورت ہے پس فنا کا علم بھی اس درجہ میں پونچکر کدورت اور بعد ہوا یہی وہ
حالت ہے جسمیں اپنے وجود کے فنا کے ساتھ خود فنا سے بھی فنایت ہوتی ہے ؎

عکس مرآۃ المحققین صفحہ ۱۱۵

حضرت سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ طریقت

مفتی اعظم حضرت شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید محمد صادق علی شاہ صاحب اپنے والد ماجد حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر، جانشین اور صاحب سجادہ تھے، صاحب "آیات القیومیہ" نے آپ کو ان القاب سے نوازا ہے۔

"صدر مسند ارشاد و ہدایت، ہادی طریق درج نہایت در بدایت، سیاح بیداراتے طریقت، غواص دریاء حقیقت، مظہر صفات ربانی، مورد اخلاق سبحانی، مشکات مصباح مشکات انوار، مفتاح کنوز اسرار، سلالۃ الکبراء المحققین، وارث علوم الانبیاء والمرسلین، الداعی الی اللہ بسحانہ الوالی، سیدی سندی حضرت مولوی محمد صادق علی۔ متع اللہ الطالبین بطول بقائہ مادام الثریا والثریٰ"

(ص ۳۴۸)

آپ جامع معقول و منقول اور حاوی فروع و اصول تھے۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں کے مرکز اور حسنی اور حسینی خوبیوں کے جامع۔ بچپن ہی سے انوار ولایت اور آثار ہدایت ان کی روشن پیشانی سے ظاہر تھے۔ چونکہ آپ کی والدہ مکرمہ آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئی تھیں۔ اس لئے حضرت امام علی شاہ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ بچپن سے لے کر عنفوان شباب تک ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور کبھی اپنے سے جدا نہ فرماتے۔ آپکی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی اپنے خلیفہ اجل حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث دلوایا[1] موصوف نے مندرجہ ذیل اجازت نامہ عطا فرمایا:

[1] نہ صرف حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمۃ نے حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ بقیہ اگلے صفحہ

اجازت نامہ حضرت سیّد صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

از

فقیہ الہند حضرت محمد مسعود شاہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا خیر الامم وھدانا الی دقائق القرآن
واوضح لنا معانیہ المشکلات بالاحادیث وعلمنا البیان
والصلوۃ والسلام علی حبیبہ محمد بعثہ بالحجج والتبیان
وعلی آلہ واصحابہ ذوالفضل والعرفان ۔ امابعد
فیقول العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربہ المنان
رحیم بخش ملقب بمحمد مسعود نقشبندی دہلوی
مدعوالی الغفران ان الجامع الماھر معانی الاصول
والکامل العالم دقائق المنقول ، العارف معارف
الحقیقۃ ، السالک مسالک الطریقۃ الکاشف
غموض اسرار الالٰھیۃ ، المھبط فیوض

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے درس حدیث لیا اور سند حدیث حاصل فرمائی - بلکہ آپ کے خاندان کے دوسرے افراد نے بھی مکان شریف سے دہلی جاکر آپ سے درس حدیث لیا اور حدیث کی سندیں حاصل کیں مثلاً یہ حضرات

(۱) حضرت سید میر لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ (برادر خورد حضرت سید صادق علی شاہ)

(۲) حضرت سید کرامت علی رحمۃ اللہ علیہ (عم زاد برادر زادہ حضرت سید صادق علی شاہ)

(۳) حضرت مولانا مفتی میر غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت سید صادق علی شاہ) مسعود

انوار الالوهیۃ ھو سیدی المعتمدی وذخیرۃ
یومی وغدی اعنی مولوی سید صادق علی عاملہ اللّٰہ
بلطفہ الخفی قرأ صحیحی الشیخین من اولھما الی آخرھما
والصحیح الترمذی من اولہ فلما وجدتہ متقیا عادلا ،
ذکیا، فہیما، عارفا، سلیما اجزت لہ جمیع الکتب الصحاح
الستۃ والمشکوٰۃ المصابیح وغیرھم من الکتب الاحادیث
فلہ ان یبلغھم ویدرسھم کما حصل لی الاجازۃ والسماعۃ
والقرائۃ عن الشیخ المکرم بین الناس المعروف بین
الاقران والاناس مولانا محمد قطب الدین دام اللّٰہ
انوار فیوضہ ساطعۃ وشمس الھدایۃ طالعۃ قال
وحصل لنا الاجازۃ والقرائۃ و السماعۃ من الشیخ
الاجل النبیل والحبر الجزیل مولانا محمد اسحٰق
محدث دھلوی حاجی الحرمین الشریفین زادھما
اللّٰہ تعالیٰ برکاتھما وانوارھما وحصل لہ الاجازۃ
والقرائۃ والسماعۃ عن الشیخ الاجل المکرم بین
الآفاق والمشتھر بالفضل والوفاق الشیخ عبدالعزیز
محدث دھلوی وحصل لہ الاجازۃ والقرائۃ والسماعۃ
عن والدہ الشیخ ولی اللّٰہ بن الشیخ عبدالرحیم دھلوی
وباقی الاسناد مکتوب علیحدۃ و یوصی بتقوی
اللّٰہ تعالیٰ و ان اکرم الناس عند اللّٰہ اتقیٰھم و
یعمل الاحادیث والحفظ فان احسن الناس

عند الله يدعى هم باحتساب التعصب و التعنت و
الرياء فى الاقوال والافعال كلهم ولابد ان يبلغ الكتب
الاحاديث من يليق بهم وارجو من الله تعالىٰ ان ينفعه
فى الدنيا والاٰخرة ويرزق احسن الجزاء واللقاء
وحسن الخاتمة ويحشره يوم القيٰمة فى زمرة
الصديقين بحرمة الصديقين بحرمة خاتم
النبيين عليه الصلوٰة والسلام عدد المخلوقين
برحمتك يا ارحم الراحمين۔

(آیات القیومیہ ص ۳۵۰۔ ۳۵۱)

جب آپ تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو میدان طریقت میں قدم رکھا اور تمام ہی خوبیوں کو اپنے روحانی کمالات میں گم کردیا اور اللہ تعالیٰ کے جمال وکمال کے عاشق ہو گئے حضرت امام علی شاہ صاحب نے آپ کو قابل اور مستعد کامل سمجھ کر آپ کی طرف نظرِ عنایت فرمائی اور بہت سی خدمات آپ کو تفویض کیں۔ یہاں تک کہ اپنا خلیفہ اور جانشین بنا دیا اور تمام اصحاب کبار اور خلفاء نامدار سے ان کو ممتاز کر کے خلیفہ مطلق اور صاحب سجادہ بنا دیا۔ چونکہ سلوک باطن میں نسبت طریقۂ احمدیہ غایت الغایت تک اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور آپ کی توجہات عالیہ سے بلند مقامات ودرجات تک پہنچے اس لئے طالبوں کی تربیت میں آپ کی بڑی شان ہے۔ جس پر لطف کی نظر فرماتے ہیں اس کو ماسوا اللہ سے بیزار کر کے اللہ کا بنا دیتے ہیں مشائخ کرام میں ظاہری اور باطنی طہارت کے اہتمام میں آپ بے مثل ہیں۔ اخلاق حمیدہ اور صفات ملکیہ کے حامل ہیں اور مہذب و مؤدب فطرت کے مالک اولیاء اللہ کے اخلاق وکمالات آپ کی ذات میں مرکوز نظر آتے ہیں۔ کرم وسخاوت مخلوق پر شفقت اور غریبوں کی اعانت میں

تو اپنے والد کے جمال وکمال کی یادگار ہیں۔ جو کچھ بھی فتوحات میسر آتی ہیں غریبوں اور مسکینوں کو دے دیتے ہیں۔ بس میں کیا لکھوں کہ قلم میں لکھنے کی طاقت نہیں ــــ صورت و سیرت میں سلف عظام کی یادگار ہیں۔ اپنے سجادے کا پورا پورا پاس و لحاظ رکھتے ہیں۔ ہر دل کے محبوب و مقبول ہیں۔ اور بذل و ایثار، کشادہ پیشانی و فراغ دستی، عفو و درگزر، صبر و رضا، تفویض و تسلیم اور حلم و تدبر میں تو آپ کا نظیر نہیں، "صاحب انفاس" کاملہ ہیں۔ جس کو جو کچھ کہہ دیتے ہیں ہو بہو وہی ہو جاتا ہے۔

جب آپ کے والد ماجد حضرت امام علی شاہ صاحب نے ـــــــــ کمالات عالیہ سے نواز کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا اور طالبوں کے ارشاد و ہدایت کے لئے آپ کو حکم فرمایا تو یہ اجازت نامہ عطا فرمایا جو بطور تبرک و ہدایت یہاں نقل کیا جاتا ہے:۔

خلافت نامہ حضرت سیّد صادق علی شاہ
از
حضرت سیّد امام علی شاہ مکان شریفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ لمن جعل اجساد العارفین مرآۃ بظهور ذاتہ وخص بشر من مخلوقاتہ والصلوٰۃ والسلام علی من ختم بہ النبوۃ وکمل بہ الرسالۃ وعلی آلہ واصحابہ الذین بذلوا انفسہم واموالہم باعلاء کلمات اللہ و اظہار آیاتہ ۔ اما بعد

بر سادات مشائخ و حضرات علماء راسخ اعلی اللہ تعالی امرهم وشانهم روشن باد کہ ہرگاہ فرزندی صادق علی بلغہ اللہ سبحانہ الی اقصی مدارج لرجب

داعیۂ سلوک طریق اہل اللہ توبہ وانابت بودہ مشغول ورزید۔ در مبادی
حال نسبت جذبہ ویرا دریافت ورفتگیہا ونیستیہا رو نمود تا کہ بدولت جذبہ
وسلوک مشرف گشتہ بامداد جذبات ربانی بساط مقام امکانی را طے کردہ بحصول
سیر در مرتبہ وجوب از مجاہدہ مشاہدہ واز سیر بطیر انجامید، ومعائنہ انوار حقائق
وتخلق باخلاق اللہ بسنن ربوبیت والہیت وسرمدیت ومظہریت ومعرفت
توحید علمی وعیانی وبحقیقت فنا وبقا پیوستہ سیر الی اللہ، وسیر فی اللہ، وسیر
عن اللہ وسیر فی الاشیاء را بانصرام رسانید چوں جذبہ بر سلوک او مقدم است
وبہ تربیت مراداں مربی شدہ وجذبہ عنایت نامتناہی او در تصرف بمرتبہ
رسیدہ کہ تربیت طالباں وتکمیل ناقصاں را شاید۔ فرزند معزالیہ مجاز کردہ تا
طالبان خدا وسالکان راہ مولی را بحق جل وعلا دعوت نماید۔ سبیل طالباں آں کہ
صحبت وخدمت وقبول نصیحت او را کبریت احمر تصور نمودہ منتج خلاصی از مسالک
ومثمر قرب بسر اوقات الہی دانند۔ ووصیت کردہ شد بہ تربیت ونصیحت
وشفقت بر طالباں ومستعداں وبتقوی اللہ تعالیٰ فی السرآء والضرآء ورعایۃ
آداب الطریقۃ۔ امیدواری از فضل حضرت باری توالت عطیاتہٗ آں کہ تا دیرگاہ
او را در مقام ارشاد نگہداشتہ عالمے را بفیوضات او مالامال گرداناد بحرمۃ
النبی وآلہ الامجاد۔ ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا
رشدا وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ المکرمین و
اصحابہ المطہرین دائماً ابداً سرمداً۔

کتبہ العبد المفتقر الی رحمۃ ربہ الغنی امام علی الحسینی السامری النقشبندی
المجددی عفی اللہ عنہ۔

(آیات القیومیہ، ص ۳۵۱-۳۵۲)

یہ اجازت نامہ دے کر سجادۂ دعوت وارشاد پر آپ کو بٹھایا۔ آپ اپنی تمام تر توجہ طالبوں کی تربیت اور قابلوں کی تہذیب میں صرف کرتے ہیں۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد سے کئی سال ہو گئے کہ مسند ارشاد پر بیٹھے ہوئے مخلوق کو حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپ علوم عقلی و نقلی میں وسیع النظر ہیں اور باطنی معاملات میں بھی تیز نگاہ ہیں آپ کی حقیقت بیں نگاہوں سے مریدوں کے احوال میں چھوٹی سے چھوٹی بات بھی پوشیدہ نہیں رہتی ایک ماہر شکاری کی طرح جو ایک وحشی جانور کو مختلف طریقوں سے قید کرتا ہے اور پھر اس کو گرویدہ بنا کر مانوس کر لیتا ہے ــــــــــ اپنے طالبوں کی تربیت فرماتے ہیں۔ متابعت سنت اور عمل عزیمت میں ثابت قدم ہیں، علوم شریعت میں آپ کا پایہ بہت بلند ہے اور اتباع و عمل میں آپ کا درجہ بہت بڑا ہے۔ باوجود کثرتِ جذبات آپ نے نہ کبھی رقص کیا اور نہ سماع، نہ ابتدا میں نہ انتہا میں نہ بیچ میں نہ آخر میں چونکہ یہ باتیں مقام رخصت کی ہیں اور آپ کا عمل عزیمت پر تھا۔ اسی طرح کبھی آپ نے ذکر جہر نہیں فرمایا اور شطحیات صوفیہ سے بھی راہ سلوک کی ابتداء اور انتہا میں محفوظ رہے۔ آپ کے والد ماجد کی صحبت کی برکت سے آپ پر ایسی ایسی واردات و کیفیات اور حالات و مقامات گزرے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ کسی کان نے سُنے اور نہ اس کا خیال ہی کسی انسان کے دل میں گزرا۔ یہ آپ کے تصرفات باطنی میں سے ادنٰی درجہ کا تصرف ہے کہ جب آپ کسی مستعد مرید کے باطن میں تصرف فرماتے تو اس کو عالم بے خودی و بے شعوری میں پہنچا دیتے ــ اور رفتہ رفتہ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کی سعادت، فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی دولت سے سرفراز فرما دیتے۔ آپ کی صحبت میں بہت سے طالبوں کی حالتیں بدل گئیں اور وہ قرب و حضور و آگہی کے درجات پر فائز ہو کر طریقۂ نقشبندیہ کی تعلیم کی اجازت لے کر لوگوں کی باطنی تربیت میں مصروف ہیں۔

کرامات

۱۔ میاں جمال دین حسین بخش تپ محرقہ کے عارضے میں سخت بیمار ہوئے یہاں تک کہ زندگی کی آس بھی نہ رہی، اسی زمانے میں حضرت صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ دھرم کوٹ میں تشریف لائے۔ میاں جمال دین کی والدہ ماجدہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ غریب خانے پر تشریف لے چلیں اور بیٹے کے لئے دعائے صحت فرمائیں۔ آپ نے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور صحت کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ معلوم ہوا جس وقت آپ نے ہاتھ اٹھائے تھے۔ اسی وقت سے مرض کے زائل ہونے کے آثار پیدا ہونے لگے اور دوسرے روز شفائے کاملہ حاصل ہو گئی۔

۲۔ منشی نواب دین ضلعدار آپ کے خاندان سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا حاکم وقت نے دشمنی کی وجہ سے یہ الزام لگایا کہ نواب موصوف نے زمینداروں سے رشوت لی ہے چنانچہ دو سال قید کا حکم سنایا گیا اس کے علاوہ دوسری مصیبتوں میں مبتلا کیا گیا۔ من جملہ ان کے ایک یہ مصیبت کہ آپ پر ایک ہزار روپے بطور جرمانہ عائد کئے گئے اور عہدے سے برطرف بھی کر دیا گیا۔ جب ضلع دار صاحب کے رشتے داروں کو اس حادثے کا علم ہوا وہ حضرت صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارے حالات عرض کئے آپ نے اسی وقت فرمایا:۔

> "غم نہ کرو تینوں حکم منسوخ ہو جائیں گے اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ اپنے عہدے پر بحال ہو جائیں گے۔"

چنانچہ جونہی حاکم بالا نے مثل اپیل دیکھی تو اس نے اسی وقت تینوں حکم منسوخ کر دیئے پہلے تو سزا سے رہائی کی خوشخبری ملی اس کے بعد جرمانے کی رقم کی واپسی کی خوشخبری ملی اور اسی کے ساتھ ساتھ ضلعداری کے عہدے پر دوبارہ بحال ہونے کی خوشخبری ملی۔ حضرت کے

فرمان کے پندرھویں روز منشی نواب دین صاحب نہایت خوش وخرم خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور آپ کی دستگیری اور مشکل کشائی کا شکریہ ادا کیا۔

۳۔ ایک شخص ایک بیمار خچر کو لایا اس کا جسم اس طرح کانپ رہا تھا کہ ایک لمحہ کے لئے بھی سکون نہ ملتا تھا، اس کے جسم سے پسینوں کے قطرے ٹپک رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسی وقت وہ بے خود ہوکر اوندھے منہ گر پڑے گا۔ راقم الحروف (مولوی احمد علی دھرم کوٹی) حضرت صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے اس کو مہربانی اور شفقت کی نظر سے دیکھا اور فرمایا یہ خچر تو ٹھیک ہے۔ کیا دیکھتا ہوں آپ کے فرمانے کے بعد نہ وہ کانپ رہا تھا اور نہ اس کے جسم سے پسینہ ٹپک رہا تھا گویا کہ بالکل تندرست ہوگیا تھا۔ خچر والا یہ دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا اور آپ کے آستانے کی خاک اپنے منہ پر ملتا ہوا اس خچر پر سوار ہوکر چلا گیا۔

۴۔ ایک روز حضرت صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکان شریف میں بیٹھے ہوئے تھے ایک مصیبت زدہ عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور زار زار رونے لگی، اس نے عرض کیا کہ میرے بیٹے کو بغیر کسی جرم کے عمر قید کی سزا ہوگئی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، خدارا میری مشکل کشائی فرمائیں۔

مشکل بہ توجہ تو آساں
آساں بہ تغافل تو مشکل

حضرت سید صادق علی شاہ صاحب نے اس مصیبت زدہ عورت پر کرم فرمایا اور فرمایا کہ آج کے بعد مقدمے کے سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا اللہ کے فضل وکرم سے یہ مشکل حل ہوجائے گی۔ چنانچہ کچھ عرصہ نہ گزرا تھا اس کی رہائی کی خوشخبری ملی اور اصل مجرم کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔

۵۔ آپ کے عہد مبارک میں سینکڑوں ایسے آدمی جن کے ہاں لڑکے ہوتے اور مرجاتے

آپ کی دعا کی برکت سے ان کے بیٹے جینے لگے۔ جس روز سے آپ اپنے والد ماجد کی مسند پر رونق افروز ہوتے، متلاشیانِ حق آپ کی طرف کھنچ کھنچ کر آنے لگے اور آپ کی توجہ کی برکت سے بہت سے لوگ کامیاب ہوگئے اور ہو رہے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ سلب امراض میں آپ کی توجہ اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے۔

۶۔ راقم الحروف (مولوی احمد علی دھرم کوٹی) کہتا ہے کہ ایک روز حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ غریب خانے پر تشریف لائے میں نے اپنے برادر زادہ سید رسول کے نومولود بیٹے کو نام رکھنے کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ میرے دل میں یہ بات آئی ہی تھی کہ اگر غلام رسول یا آل رسول اس کا نام رکھیں تو بہت ہی اچھا ہو، پہلے تو آپ نے فرمایا غلام رسول اور پھر فرمایا آل رسول اور اس کے بعد فرمایا کہ ہم نے اس نومولود کا نام آل رسول رکھ دیا ہے۔

۷۔ چوہدری رحمت خاں صاحب ذکر کرتے تھے کہ میرے بیٹے علی گوہر کا بیٹا سخت بیماری میں مبتلا ہوا بہت سے حکیموں کا علاج کیا۔ مگر کوئی فائدہ نظر نہ آیا آخر کار حضرت سید صادق علی شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا اور علی گوہر کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا جب علی گوہر آستانۂ عالیہ پر پہنچا تو آپ کی توجہ کا طالب ہوا۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ جلد واپس لوٹو اور دیکھو مرض زائل ہو گیا ہے اور شفائے کامل حاصل ہوگئی ہے۔ پس علی گوہر کے واپس پہنچنے کے بعد بچے کی صحت اور حضرت کی دعا کے وقت کا حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ بچہ اسی وقت سے صحت یاب ہونا شروع ہوا جب آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تھے۔

۸۔ چودھری سردار ملاح جو آپ کے معتقدوں اور نیازمندوں میں سے تھے۔ ذکر کرتے تھے کہ ایک روز حضرت سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشتی پر سوار تھے۔ ایک زمیندار ایک تربوز لے کر آیا، میرے دل میں یہ بات آئی کہ ان تربوزوں میں سے دو تربوز مجھ

تفسیر صادقی

من تصنیف علامہ دوران یگانۂ زمان کاشف
حقایق قرآنی واقف دقایق کلام ربانی فرد الافراد
قطب الارشاد سید السادات جناب حضرت سید صادق علی
شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ سجادہ نشین
خلف الصدق امام الاولیا برہان الاصفیا حضرت سید امام علی
شاہ صاحب نور اللہ مضجعہ ساکن مکان شریف از مضافات
ضلع گورداسپور (ملک پنجاب)

یا فتاح

بسم الله الرحمن الرحیم

مخفی نماند که عبارت عالی بشارت نظم قرآن مجید که هر حرفے از وی دریایست از ژرف
حامل بسے جواہر شگرف متضمن انواع معانی غریب و صاف مضامین عجیب که صاحب اندیشه
پیرامون محیط طلوت هر حرفے او نتوانند گشت و هیچ کرشمه را پایگاه عزت او نتوانند مرد ابیات

قرآن که محیطے آمده پر در | گوهرین نهفته بین بهر حرف
هر حرف از و جان معنے | سر منزل کاروان معنے
هر نقطه او ز راه اعجاز | صندوق هزار گوهر راز

و بموجب حدیث نبوی که للقرآن ظهر و بطنا و لبطنه بطن الی سبعة ابطن اهل ظاهر را از وی فهمی
دیگر است و ارباب باطن را حظے دیگر عالی همت آن عیار منش که از نهان خانه ضمیر ایشان دریچه بر نگاه
حقائق قرآنی مفتوح شده از هر آیت کریمه بمقتضیات اسرار الٰہی پے برند و به مقتضای اشاره
فحوای کریمه یا ایها الذین آمنوا آمنوا بالله و رسوله از دولت باطن ایشان پرتوے اندازند
و ارباب سلوک را بایمان حقیقے ارشاد مینمایند و ظاهر است که دعوت مومن بایمان تحصیل حاصل است
پس البته سوائے ایمان ظاهر ایمانی باطنی است و آن ایمان را البته مراتب وارد و مرتبه نخستین
آن تصدیق علم وحدة الوجود است و مبداء سورة عم همانا درین باب واقع است چنانچه میفرماید

بسم الله الرحمن الرحیم عَمَّ یَتَسَاءَلُونَ از چه چیزے پرسند یک دگر را عَنِ النَّبَإِ الْعَظِیمِ
از چیز بزرگ و این خبر عبارت از وحدة الوجود است

که جهان نیست جز یکے موجود | لیکه کرده از صد هزار شکل نمود

یعنی جمعے از مبتدیان سبیل سلوک که در سبیل سلوک طلب قدم زده اند سوال میکنند از یکدیگر

مزارِ مبارک حضرت فقیہ الہند مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی

فقیہہ الہند حضرت محمد مسعود شاہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ طریقت

حضرت مولانا محمد رکن الدّین شاہ صاحب الوری

آپ سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اعاظم خلفاء میں سے تھے۔ آیات القیومیہ کے مصنف مولوی احمد علی دھرم کوٹی نے آپ کو ان القاب سے نوازا ہے۔

درامام اہل قربت ونہایت، ہادیٔ طریق درج نہایت دربدایت، مقتدائے ارباب یقیں، مجتبائے علماء راسخین، محیٔ سنن نبوی، مخبر احادیث مصطفوی، شیخنا ومولانا محمد مسعود دھلوی مداللہ ظلال افضالہ ونوالہ علی مفارق المسترشدین۔

حضرت مسعود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم وعامل اور عارف وکامل تھے کتاب وسنت کے حقائق وعلوم حل کرنے میں آپ کی شان بہت بلند تھی اور صوفیاء واولیاء کے ملفوظات کی باریکیوں کی شرح کرنے میں آپ کا رتبہ بہت ہی برتر تھا۔ آپ کو راہ ہدایت کے لئے ایسے مرشد کی تلاش ہوئی جو علم وعمل اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت میں ظاہری وباطنی طور سے آراستہ وپیراستہ ہو چنانچہ اسی تلاش کے دوران جب آپ نے حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوصیف سنی تو آپ خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ کی روشن پیشانی سے سچی ارادت واعتقاد کے آثار اور رشد وہدایت کے انوار ظاہر تھے بلکہ روشنی سے بھی زیادہ روشن تھے تو حضرت امام علی شاہ صاحب نے بغیر کسی توقف کے اپنے دامن سے وابستہ کرلیا اور ذکر اسم ذات کی تعلیم فرمائی یہاں تک کہ آپ کے جسم وجان اس ذکر کی لذت محسوس کرنے لگے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے مختلف قسم کے الطاف وعنایات سے آپ کو ممتاز فرمایا۔ حضرت امام علی شاہ صاحب کی خانقاہ میں جتنے بھی سالکان طریقت آتے ان

کے مقابلے میں آپ میں خاکساری و عاجزی، اخلاص و ادب اور خدمت گذاری کا جو جذبہ دیکھنے میں آیا ایسا کسی میں نہ دیکھا۔ اسی عاجزی و انکساری سے حضرت امام علی شاہ صاحب کی ظاہری توجہ اس قدر آپ کی طرف تھی کہ دوسرے کسی مرید کی طرف نہ تھی۔ آپ کے رتبے کی انتہا کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ سات ماہ کے اندر اندر سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کی سعادت اور فنا و بقا کی دولت سے بہرہ یاب ہو گئے اور آپ کو تعلیم طریقت اور خلافت سے نواز کر طالبان حقیقت کی تربیت و ہدایت کے لئے دہلی رخصت فرمایا اور یہ خلافت نامہ عنایت فرمایا۔

خلافت نامہ فقیہہ الہند حضرت مسعود شاہ محدث دہلویؒ

از

قطب عالم حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ علی نوالہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ۔

امابعد۔ بر ضمائر صفوت نظائر ارباب علم و عرفان مکشوف و مبرہن باد کہ جامع فضائل عقلی و نقلی مولوی محمد مسعود دہلوی زاد اللہ انوار قلبیہ ہر گاہ کہ بداعیہ سلوک طریق اہل اللہ داخل طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہا الیہا گردیدہ بورزش ماموره مشغول ورزیده در مبادی احوال عنایت ازلی متکفل حال او گشت و نسبت جذبہ ویرا دریافت وانوار و اسرار ہر لطیفہ از لطائف پنج گانہ بر دلش تافت از سیر در اصول آں ہا در تجلیات آثاری و افعالی و صفاتی مستہلک گردید تا آنکہ بقوت امداد جذبات بساط نفی و دائرۂ امکانی راکہ عبارت از سیر الی اللہ است طے کردہ از معارج قلبی و مدارج روحی بعالم کشف و عیان رسیدہ و مشاہدہ انوار حقائق فنا، معائنہ اسرار و دقائق بقا در مقام سیر فی اللہ پیوست۔

چناں کہ از اتصاف بصفات ربوبیت، بسنن سرمدیت ومظہریت وکلیت از عود لصفات
بشریت ایمن شد، سریان این نسبت در روحانیہ از اوصاف طبیعت، برآوردہ فانی مطلق
ساختہ، وایں فنا محض موہبت است در رجوع از موہبت لا یلیق بجناب قدسہ تعالیٰ
پس بدریافت تمکین او در مقام تکمیل اورا اجازت کردہ تا طالبان را بحق بجناب دعوت
نماید وبہ تربیت مستعدان پردازد چوں طریق ارشاد ومقامات بنظ عیاں دید بجذبۃ البرکت
تصرف او بمرتبہ سیدہ کہ مداولتے علیلا ن بستر غفلت تواند کردن. طریق طالبان آنکہ اورا
درکمالات مرقومہ واثق دانستہ صحبت کثیر البرکت اورا مغتنم انگارند کہ بواسطہ صحبت آثار
تصرفات الٰہی واسرار جذبات نامتناہی دربواطن خود ہا یافتہ دراحدیت مستھلک ومتلاشی
خواہند بود وصیت کردہ شد بتمسک کتاب وسنت وعمل بعزیمت واجتناب از بدعت
والتزام ورع وتقویٰ واحتراز از صحبت اغنیاء، امیدوارے از کرم او سبحانہٗ آں کہ اورا
بواسطہ احیاء سنن رسول انس وجاں وذریعہ ابقائے نسبت حضرت خواجگان عالی شان
گرداناد؛ بحرمت کمال اولیائے من الابدال والاوتاد۔ ربنا اتنا من لدنک رحمۃ
وھیئ لنا من امرنا رشدا۔

آج جب کہ ۱۲۹۲ ہجری ہے آپ دہلی میں جو اکابرِ اولیاء کا قدیم وطن ہے حضرت
امام علی شاہ صاحب کے ارشاد کے مطابق طالبوں کی تربیت وہدایت میں مصروف ہیں
آپ کے فیض رسانی کے انوار اور فائدہ رسانی کے برکات دن بدن بڑھتے جاتے ہیں اور
آپ کی ذات سے بہت سے لوگ ہدایت وتربیت پا رہے ہیں اور سالکان طریقت کی دوسری
جماعت علوم دینی سے بہرہ ور ہو رہی ہے اور سالکان طریقت کی دوسری جماعت آپ کی برکتوں
سے بہرہ ور ہو رہی ہے آپ کی ذات وبابرکت سے بہت سے خلفاء صاحب وقت صاحب
حال بن گئے۔

حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری وباطنی توجہ جو آپ کی طرف

تھی وہ کسی مرید وخلیفہ کی طرف نہ تھی آپ کے رتبے کی بلندی کا اسی سے اندازہ لگایا جا
سکتا ہے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت جس انداز سے آپ کی طرف
مبذول تھی۔ دوسروں کو دیکھ دیکھ کر اس پر رشک آتا تھا۔ حضرت مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ
اکثر اوقات مجلس شریف میں حاضر رہتے جب آپ مجلس میں ہوتے تو حضرت امام علی شاہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ عجیب عجیب نکات وکلمات بیان فرماتے۔ ایک روز اہل محفل میں سے
کسی کے دل میں یہ بات آئی کہ جب حضرت مسعود شاہ صاحب مجلس میں ہوتے تو حضرت
امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی ذوق وشوق سے معارف بلند بیان فرماتے
ہیں اور دوسرے کسی وقت ایسے معارف بیان نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا:۔

"غالباً معارف وحقائق کے بیان کرنے میں خود سامع کی برکت بھی شامل حال
ہوتی ہے"۔ (ص ۳۷۷)

اضافہ مرتب

حضرت فقیہہ الہند مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد جامع فتح پوری، دھلی میں ایک عرصے تک امامت وخطابت، درس وتدریس، رشد و ہدایت اور فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۲ء کو دہلی میں آپ کا وصال ہوا اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ کی درگاہ میں مدفون ہوئے — آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے، پھر آپ کی وفات کے بعد حضرت فقیہہ الہند کے پوتے حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت مولانا محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سجادہ نشین ہوئے — آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ مفتی محمد مشرف احمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا حافظ قاری محمد آصف جاہ سلمہ اللہ تعالیٰ قائمقام ہوئے لیکن حضرت مفتی اعظم کی مسند پر اس وقت آپ کے پوتے مولانا حافظ قاری مفتی محمد مکرم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ (ابن حضرت مولانا حافظ قاری محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ) رونق افروز ہیں۔ آپ حضرت مفتی اعظم سے بیعت ہیں۔ ہر چہار سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل ہے۔ امامت وخطابت رشد وہدایت اور فتویٰ نویسی کے فرائض آپ ہی انجام دے رہے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے فرزند اکبر حضرت علامہ قاری حافظ مفتی محمد مظفر احمد ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ متبحر عالم دینی تھے۔ حضرت مولانا محمد رکن الدین شاہ الوری علیہ الرحمہ سے بیعت تھے۔ خلافت واجازت حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ

اورحضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری دامت برکاتہم العالیہ سے حاصل تھی۔اب آپ کے صاحبزادگان آپ کی یادگار ہیں۔خصوصاً جناب حافظ قاری محمد ظفر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو آپ کے قائمقام اور جانشین ہیں۔

حضرت مفتی اعظم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اور مسجد شریف کے خطیب ہیں۔یہ سعادت بھی اس خاندان کے حصے میں آئی۔

فتوی در سماع موتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

چه میفرمایند ائمه دین که موتی مسلم در قبر خود قدرت سماعت دارد یا نه — و بر قبر کسی السلام علیکم باید یا نه — و قرآن می‌خوانم
از روح او بار کرم مستفیض می‌شوند یا نه — و بر قبور او شان چه باید کرد — و بر قبر عامه مومنین چه باید کرد بینوا بالدلیل توجروا من الجلیل

الجواب

بعد حمد و صلوٰة مسئول فقیر محمد مسعود نقشبندی دہلوی که سماع موتی ~~بجهت~~ او تعالی هرگاه بخواهد قدرت سماع در حق ایشان
و من جمله ما یدل علیه الاحادیث عن ابی طلحة ان النبی صلی الله علیه وسلم امر براحلته فشد علیها رحله ثم مشی واتبعه اصحابه حتی قام
علی شفة الرکی فجعل ینادیهم باسمائهم واسماء آبائهم یا فلان بن فلان یا فلان بن فلان ایسرکم انکم اطعتم الله ورسوله فانا
قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربکم حقا فقال عمر یا رسول الله ما تکلم من اجساد لا ارواح لها قال النبی صلی الله علیه وسلم
والذی نفس محمد بیده ما انتم باسمع لما اقول منهم وفی روایة ما انتم باسمع منهم ولکن لا یجیبون متفق علیه پس از حدیث متفق علیه
ثابت گردید که اموات می‌شنوند — بجهت آنکه قاضی عیاض گفته و اختیار نموده او را امام نووی شارح مسلم قال القاضی یحتمل سماعهم

عکس از فتاوٰی مسعودی رسالہ سماع موتی کا پہلا صفحہ

ابن جبیر خرجنا حجاجا مع عمر بن الخطاب فسرنا فی رکب فیہم ابو عبیدہ بن الجراح وعبد الرحمن بن عوف فقال القوم غننا من
شعر ضرار فقال عمر دعوا ابا عبد اللہ فلیغن من بنیات فؤادہ یعنی من شعرہ قال فما زلت اغنیہم حتی کان السحر فقال عمر
ارفع لسانک فقد اسحرنا انتہی و در ہمین ازالۃ الخفا نقلا از روضۃ الاحباب نوشتہ است بروایت جابر بن عبد اللہ وحالت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشعار شنیدن و گریہ کردن و رقت نمودن حضرت عمرؓ کہ امیر المومنین عمرؓ شبی گذر کرد بخیمہ از انجا صدا
حزین می آمد اشعار علی محمد صلوٰۃ الابرار ٭ صلی علیہ المصطفون الاخیار ٭ قد کنت قواما بکاء بالاسحار ٭ یا لیت شعری والمنایا اطوار
ہل یجمعنی وحبی الدار ٭ گریہ بر امیر المومنین غلبہ کرد باواز بلند گریست و مکرر گویندہ آنرا طلبید و مکرر رقت نمود باز گفت
عمرؓ در این ابیات درج نما وعمر فاغفر لہ یا غفار ۔ پس خلاصہ مرام آنکہ فی زماننا کہ متصوفہ غنا با مزامیر و رقص و سرود میکنند و
سماع منعقد میں جائز است لاریب فیہ کما فی العالمگیریہ سئل الحلوانی عن السماع والقول والرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ
فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیہ والجلوس علیہ وہو الغناء والمزامیر وجوزا اہل التصوف واحتجوا بفعل المشائخ من قبلہم قال
ان ما فعلوہ غیر ما یفعلہ ہؤلاء فان فی زمانہم ربما ینشد واحد شعرا فیہ معنی یوافق احوالہم فیوافقہ ومن کان لہ قلب رقیق اذا سمع
کلمۃ توافقہ علی امر ہو فیہ ربما یغشی علی عقلہ فیقوم من غیر اختیارہ وتخرج حرکات منہ من غیر اختیارہ وذلک مما لا یستبعد ان یکون
جائزا مما لا یؤخذ بہ ولا یظن المشائخ انہم فعلوا مثل ما یفعل اہل زماننا من اہل الفسق والمباحین والذین لا علم لہم باحکام الشرع
وانما یتمسک بافعال اہل الدین کذا فی جواہر الفتاوی تمت ما علمنی ربی والعلم الصواب عند ربی وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد والہ وسلم
بتاریخ ہشتم ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ یوم پنجشنبہ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۸۹۲ء بمقام بردوی اختتام یافت کتبہ اضعف الامم محمد عفی عنہ
غرض نقشیست کز ما باز ماند ٭ کہ ہستی را نمی بینم بقائی ٭ مگر صاحبدلی روزی برحمت ٭ کند در کار این مسکین دعائی

عکس از فتاوی مسعودی رسالہ سماع و غنا کا آخری صفحہ

اختتامیہ

پیش نظر کتاب، آیات القیومیہ (مصنفہ مولانا احمد علی دھرم کوٹی) کے بعض حصوں کا اردو ترجمہ اور خلاصہ ہے۔ یہ کتاب عجلت میں مرتب کی گئی۔ عجلت کی وجہ سے ضروری حواشی کا بھی اضافہ نہ کیا جاسکا اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ ایسے ماخذ کی نشاندہی کر دی جائے جن کے مطالعہ سے قارئین کرام کو مندرجہ ذیل حضرات اہل اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے تفصیلی حالات معلوم ہو جائیں :-

☆ ——— حضرت سید امام علی شاہ

☆ ——— حضرت سید صادق علی شاہ

☆ ——— حضرت مفتی محمد مسعود شاہ

☆ ——— حضرت بابا امیر الدین

☆ ——— حضرت مولانا محمد رکن الدین شاہ الوری

☆ ——— حضرت شیر محمد شرقپوری

☆ ——— حضرت مفتی اعظم محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی

مآخذ

۱۔ احمد علی دھرم کوٹی، مولانا: آیات القیومیہ (مخزونہ خانقاہ عالیہ، بھلیر شریف، پنجاب، پاکستان)

۲۔ سردار علی احمد خان: حضرات نقشبندیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء (انگریزی)

۳۔ غلام سرور لاہوری، مفتی: حدیقۃ الاولیاء مطبوعہ لاہور

۴۔ قائم الدین قانونگو: ذکر مبارک، حصہ اوّل، مطبوعہ لاہور

۵۔ محمد اشرف مجددی، مولانا: ذکر مبارک، حصہ دوم، مطبوعہ لاہور

۶۔ محمد امین شرقپوری: اولیائے نقشبند، مطبوعہ لاہور

۷۔ محمد محمود شاہ الوری، مفتی: مصباح السالکین، مطبوعہ دہلی ۱۹۳۶ء

۸۔ محمد زبیر، ابوالخیر: بزم جاناں، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء

۹۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: تذکرہ مظہر مسعود، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۱۰۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: مکاتیب مظہری، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء

۱۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: حیات مظہری، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء

۱۲۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فتاویٰ مسعودی، (زیر طبع)

۱۳۔ محمد ہدایت علی نقشبندی: معیار السلوک، مطبوعہ کراچی

۱۴۔ محمود شاہ الوری، سید: حیات ارشاد، مطبوعہ دھلی

۱۵۔ محمد ظفر اللہ خان: تذکرہ بے مثل راجگان راجور، قلمی

۱۶۔ محمد ظفر اللہ خان: شجرہ انساب پیران طریقہ نقشبندیہ مجددیہ، مطبوعہ مطبع سکندری، ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء

غزل حضرت شاہ حسین سرمست

شیخ طریقت

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی

بہر سوئے کہ رو آرم جمال یار می بینم — بہر طرزے کہ اندیشم رخ دلدار می بینم
زعکس عارض شمس چناں جلوہ نمایاں شد — ہزاراں نازنین، گل رو، پری رخسار می بینم
بچمنستان و گلشنہا ز حسن گل عذار او — چہ سرو و لالہ و سنبل بنفشہ زار می بینم
چو ذوق او بدل رفتہ ہمہ عالم برقص آید — چہ مرغ و مور ماہی ہا در و دیوار می بینم!
ہزارانہا چو مجنوں شد ز عشق لیلیٰ رویش — جہاں شد مست و مدہوشے عجب اسرار می بینم
چشیدم جرعہ وحدت ز نرگس چشم مست او — زساغر چشم مخمورش جہاں خمار می بینم
ز برق آتش عشقش درون جگر مشتاقاں — شدہ صد شعلہا بالا و چوں گل نار می بینم
ز حسن قدس ابرویش ہلال عید تاباں شد — ز دور چشمش آہوہا ہمہ سرشار می بینم

بذوق دل غزل گفتن بود کارتو اے سرمست
زبان دُرفشاں تو چہ گوہربار می بینم

(آیات القیومیہ، ص ۱۹۸)

رب یسر بسم الله الرحمن الرحیم و تمم بالخیر

الحمد و الثناء الجمیل لله الحی القیوم الذی بعث الانبیاء لبیان الحقایق واطلعهم علی اسرار المکنون و الحقایق واظهر علی ایدیهم آیات الله الدالة علی قیومیته و معرفته الجلیل فسبحان من لم یجعل للخلق الیه الا بالعجز عن معرفته الجلیل نظم
آن نگارنده صحایف عجیب بناشش آغاز و مرد لاریب بدآن کشاینده خزاین جود وان نماینده ره مقصود پاک ز آغاز
و جز ترانه انجام ملک ذوالجلال والاکرام بمصحف هستیش عیان مرسومه آیت لا اله الا هو عقل کل از رشش سراپا
وحده لا شریک له گویان و الصلوة و السلام الاکمل علی سید النبیل و حبیب الجلیل مرکز دایره الاجمال
و محور محیط التفصیل ذو السبع المثانی صاحب مفاتح الثوانی حامل لواء الحمد علی واقف اسرار قاب قوسین
او ادنی سیدنا و مولینا محمد المصطفی المشتبر فی التوریة والانجیل الذی خصه الله بالوحی والتنزیل و جعل
علماء امته کانبیاء بنی اسرائیل نظم قائد الحق بالهدی والعون شاه اورنگ خلقت کونین نقد غیب سلیل
بیع الی لوح خوان ما اوحی لوح تعلیم گرفته بیرون هم ز اسرار لوح داده خبر قلم لوح اورش اندر مشت
نقش سودش از قلم انگشت و علی آله القایمین عنه فی مقامه واحواله صاحب الارشاد والتکمیل و صحبه التابعین متابعته فی
اقواله و افعاله و احواله صاحب الاجلال والتبجیل و علی من اتبعهم و تبع تابعهم رضوان الله تعالی علیهم اجمعین فی کل
البکرة والاصیل اما بعد کترین معتقدان الطاف ایزدی خاکپای درویشان نقشبندیه ولی محمد مشهور به محمد دین غفرالله له و

صفحه تهر تربیت الطریقه مصنفه میرزا رحمت الله مرحوم کوئی

مؤلف کی دیگر کتب

۱- حیدرآباد کی معاشی تاریخ	ترجمہ اردو	۲۰- عاشق رسول	تصنیف
۲- تمدن ہند پر اسلامی اثرات	"	۲۱- حیات فاضل بریلوی	"
۳- شاہ محمد غوث گوالیاری	تالیف	۲۲- شاعر محبت	"
۴- دائمی تقویم (برائے کراچی)	ترتیب و تحشیہ	۲۳- تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم	"
۵- مظہر اخلاق	"	۲۴- محبت کی نشانی	"
۶- ارکان دین	"	۲۵- حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال	"
۷- مکاتیب مظہری	"	۲۶- گناہ بے گناہی	"
۸- مواعظ مظہری	"	۲۷- امام اہل سنت	"
۹- فتاویٰ مظہری	"	۲۸- حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی	"
۱۰- تذکرہ مظہر مسعود	تالیف	۲۹ احمد رضا خان بریلوی	"
۱۱- فاضل بریلوی اور ترک موالات	"	۳۰- دائرہ معارف امام احمد رضا	تصنیف
۱۲- فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں	"	۳۱- امام احمد رضا اور عالم اسلام	"
۱۳- مظہر العقائد	"	۳۲- فتاویٰ مسعودی	ترتیب تحشیہ
۱۴- کلام الامام	"	۳۳- نور و نار	تصنیف
۱۵- اکرام امام احمد رضا	تالیف	۳۴- کتاب التوحید	"
۱۶- یادگار حسنین	"	۳۵- اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر	"
۱۷- حیات مظہری	تصنیف	۳۶- حیات امام احمد رضا	زیر تدوین
۱۸- عاشق رسول	"	۳۷- سیرت حضرت مجدد الف ثانی	تالیف
۱۹- عبقری الشرق		۳۸- موج خیال	تصنیف

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ
اور
ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے؛ پی ایچ ڈی
اسلامی کتب خانہ
اقبال روڈ ○ سیالکوٹ